تاریخ علمِ حدیث

از

مفتی سید محمد عمیم الاحسان مجددی برکتی

مدرسہ عالیہ ڈھاکہ

ملنے کا پتہ

"قرآن منزل" ناشران وتاجران کتب

بابو بازار ڈھاکہ

۱۳۷۲ھ

:- مطبوعہ :-
ایجوکیشنل پرنٹنگ پریس
پاکستان چوک ۔ کراچی
(پاکستان)

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ واتباعہٖ اجمعین

اللہ تعالےٰ نے جب مخلوقات کو بنایا تو انسان کو عقل ودانش کے لحاظ سے فضیلت اور برتری بخشی، اسی لئے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب مقرر کیا، ان کی اولاد کی عزت کو ولقد کرمنا بنی آدم کے خطاب سے بڑھایا، مقتضائے عقل ودانش کے مطابق ان پر ایمان اور عمل صالح کی پابندی ضروری قرار دی، ساتھ ہی غایتِ کرم اور کمالِ احسان سے ان کی رہبری کے لئے حسب ضرورت اپنے رسول بھیجے، ان پر وحی اُتاری اور کتابیں نازل کیں. یہاں تک کہ اس سلسلے کی تکمیل کے واسطے اشرف المرسلین خاتم النبیین حضور اکرم حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انتخاب فرمایا ؎

Screenshot saved

زبانم قابلِ حمدِ خدا شد کہ با نامِ محمد آشنا شد
تعالیٰ اللہ زہے عالم پناہے زمین و آسماں را قبلہ گاہے

اللھم صلّ علیٰ سیّدنا محمّد وآلہ وصحبہ
وسلّم تسلیما کثیراً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۲۲-اپریل ۵۷۱ء کو پیر کے دن ربیع الاول کے مہینے اور موسمِ بہار میں ہوئی - چالیس برس کی عمر میں نبوت و رسالت ملی۔ ۲۳ برس تک آپ دعوتِ الی الحق میں مشغول رہے، حسب ضرورت قرآن کی آیتیں اِنسانی شرافت کی تکمیل کے لئے نازل ہوتی رہیں، یہاں تک کہ ۱۰ھ ہجری میں جبکہ عمر شریف ۶۳ سال کی ہو رہی تھی، قیامت تک کے لئے اللہ تعالےٰ نے دین کو مکمل فرمادیا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ)

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا، اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

وصالِ نبوی ربیع الاول ۱۱ھ ہجری سے کچھ قبل قرآن حکیم کا نزول پورا ہوا، تعلیماتِ قرآنی کے عین مطابق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علمی اور عملی بیش بہا یادگار اور اعلیٰ اخلاقی کردار کو دنیا والوں کی ہدایت کے لئے بہترین نمونہ چھوڑا :-

لقد کان لکم فی رسول اللہ (مسلمانو) تمہارے لئے پیروی کرنے کو
اسوۃ حسنۃ (الاحزاب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک
عمدہ نمونہ موجود تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام نے حضور کی دعوت کو سنبھالا۔ اسلام اور تعلیماتِ نبویہ کی اشاعت و حفاظت کو اپنی زندگی کا اہم نصب العین قرار دیا۔ صحابہ کے جانشین تابعین ہوئے جنھوں نے تحفظِ دین کا حق ادا کر دیا۔

القرآن کتابُ اللہِ قدیمٌ اس کے علاوہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ تعلیماتِ، آپ کے اقوال، افعال، احوال اور طریقے کا نام حدیث و سنّت ہے، قرآن حکیم تو آخر عہد نبوت میں مکمّل اور محفوظ ہو چکا تھا، پہلی صدی کے آخر اور تابعین کے وسطی زمانے تک حدیثیں سینہ بہ سینہ چلی آتی تھیں اور ان کی تعلیم و تعلّم کا زبانی رواج تھا، اب سفینوں میں مندرج ہونے لگیں جس سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئیں، اس طرح باقاعدہ تدوین کے بعد اس کا نام علم الحدیث ہوا۔

علم الحدیث

اصلِ دین ہونے کے لحاظ سے قرآنِ حکیم کے بعد ہی احادیثِ نبویّہ کا مرتبہ ہے۔ جس سرچشمۂ ہدایت کی زبانِ فیض ترجمان

سے قرآن حکیم کا ظہور ہوا تھا، اسی سے احادیث کا بھی صدور ہوا، فرق صرف اسی قدر ہے کہ قرآن مجید وحی جلی ہے، اور احادیثِ نبویہ وحی خفی، تاکہ وحیِ جلی کی تفسیر وتفصیل کا کام دیں۔

قرآن مجید نے ان دونوں گراں قدر اصول کو آیت وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ میں کتاب اور حکمت سے تعبیر کیا ہے اور جس طرح آیت واتبعوا ما انزل الیکم من ربکم میں اتباعِ قرآن کا حکم دیا اسی طرح لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فاتبعونی یحببکم اللہ کی آیتوں میں اتباعِ حدیث کا حکم دیا۔

اسی لئے صحابہ کرام ہمیشہ احادیثِ نبویہ کی تلاش اور اس کی اشاعت میں اسی طرح بدل و جان کوشاں رہے جس طرح کلام الٰہی کے تحفظ واشاعت میں کوشاں تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ان کے متعلق فرماتے ہیں: وقفوا انفسھم واموالھم تفدیۃ وتضحیۃ فی سبیل نشر علوم الدین۔

عہدِ نبوی میں جس طرح پورے مرتب قرآن حکیم کے تحفظ کا زیادہ تر مدار صحابہ کرام کی یادداشت پر تھا اسی طرح احادیثِ نبویہ کے انضباط کا مدار بھی انھیں کی یادداشت پر رہا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنگِ یمامہ کے موقعہ پر کثیر تعداد میں حفاظِ قرآن کے شہید ہونے سے قرآن مجید میں اختلال کا اندیشہ پیدا ہوگیا۔ قرآن کے مکمل نسخے جو کتاب ومصحف کی شکل میں ہوں، بہت کم پائے جاتے تھے زیادہ تر مدار

حفظ پر تھا، اس لئے۔ خلافتِ راشدہ و عہد صحابہ کی بالکل ابتدا یعنی اپنے اوائلِ خلافت اور اپنی خاص نگرانی میں انھوں نے قرآنِ حکیم کا ایک مکمل نسخہ جس طرح لکھوا لیا تھا، اسی طرح عہد صحابہ کے خاتمہ پر جبکہ اہل علم کبار تابعین کا زمانہ بھی ختم ہورہا تھا، اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کو احادیثِ نبویہ میں خلل پیدا ہوجانے کا خوف لاحق ہوا اور انھوں نے ملک بھر میں جمع احادیث کا فرمان جاری کیا۔ جس کے اثر سے اسلامی دنیا میں تدوین و جمع احادیث کا سلسلہ قائم ہوگیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا، چوتھی یا پانچویں صدی تک بیشمار کتابیں لکھی جاتی رہیں۔

جمع و تدوین احادیث کی ابتدا تابعین کے عہد میں ہوئی۔ ان تک چونکہ سنن و احادیث بالواسطہ پہونچی تھیں، اسی لئے نقل احادیث و سنن میں وسائط کے لکھنے اور بیان کرنے کی بھی ضرورت پڑگئی، اور علم الاسناد کا اہم فن تدوینِ حدیث کے ساتھ ہی پیدا ہوگیا۔ جس سے آگے چل کر اسماء الرجال کا مخصوص فن وجود میں آیا۔

احادیث و سنن کا اکثر و بیشتر حصہ صرف ایک ایک دو دو صحابہ کے واسطے سے تابعین کو ملا تھا، پھر اتباع تابعین کو بھی ایک ایک دو دو تابعین سے ملا تھا، اس لئے احادیث میں سے بہت ہی اقل قلیل حصہ کو قطعیت کا درجہ حاصل ہے بخلاف قرآن شریف کے کہ وہ سب کا سب تواتر کی وجہ سے قطعی الثبوت

ہے۔ اور پھر احادیث میں طرز روایت اور راویوں کے اختلاف حالات کے لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہوگئیں، مقبول اور غیر مقبول۔

مقبول احادیث کو غیر مقبول سے امتیاز کرنے کے لئے ایک صحیح میزان کی بھی ضرورت پڑی، اس لئے محدثین کو علم حدیث کے اصول و قواعد کی طرف متوجہ ہونا پڑا جس سے علم الحدیث میں سو سے زائد فنون پیدا ہو گئے۔ اس طرح علم الحدیث ایک نہایت وسیع اسلامی فن بن گیا۔

الفیۂ سیوطی میں علم الحدیث کی تعریف یہ ہے:۔

علم الحدیث ذو قوانین تحد * یدری بہ احوال متن و سند

یعنی علم حدیث اِن قوانین کے جامع علم کا نام ہے جس سے متنِ حدیث اور سند حدیث کے احوال معلوم ہوں۔

چونکہ علم حدیث کا موضوع سند اور متن ہے اِس لئے سند سے متعلق مباحث کے علوم کا نام علم روایۃ الحدیث ہے اور متن سے متعلق ابحاث علم درایۃ الحدیث کہلاتے ہیں

تاریخ حدیث

تاریخ حدیث سے مراد نشر و اشاعتِ حدیث اور تدوینِ علوم حدیث کے وہ مختلف زمانے اور مختلف دور ہیں جو عہد نبوی سے آج تک پائے گئے۔ ان ازمنۂ مختلفہ کی بنا پر ہم تاریخ حدیث کو مختلف دور میں اس طرح تقسیم کرسکتے ہیں:

پہلا دور:۔ لوگ جب حدیثوں کو سفینوں سے زیادہ سینوں میں محفوظ رکھتے تھے اور اس کی زبانی اشاعت میں مصروف تھے۔

دوسرا دور:۔ جس میں کتبِ حدیث کی تدوین شروع ہوئی، جس کے بعد علم حدیث ارتقائی دور سے گذرنے لگا۔

تیسرا دور:۔ تالیف کتبِ حدیث کا ارتقائی زمانہ جس میں حدیث اور فنونِ حدیث پر مستقل کتابیں لکھی جانے لگیں۔ صحیح اور قابل استناد حدیثوں کے جمع کی طرف محدثین متوجہ ہوئے، ضعاف کو صحاح سے ممتاز کیا جانے لگا۔

چوتھا دور:۔ جبکہ ترتیب وتہذیب، اختصار اور شرح حدیث کا کام شروع ہوا۔

انھیں مختلف ادوار میں علم اسماء الرجال، علم اصول حدیث اور دوسرے علومِ متعلقہ حدیث پر بھی کتابیں لکھی گئیں۔

پہلا دور

جبکہ حدیثوں کو سفینوں سے زیادہ سینوں میں محفوظ رکھتے تھے

یہ دور عہد نبوی سے شروع ہوکر پہلی صدی کے آخر میں ختم ہوتا ہے۔

ظہورِ اسلام سے قبل بھی اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنے اسلاف واکابر کے مراسم وشعائر اور واقعات تاریخی کے روایات محفوظ رکھتے تھے۔ بعثتِ نبوی کے بعد روایات قدیمہ کے محفوظ رکھنے کے بجائے عموماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابہ کے اقوال و افعال کی روایات کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جانے لگی، یہ تھی اوّلین مبیاد فنِ حدیث۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں قرآن حکیم کی تحریر و نقل کا بڑا اہتمام تھا عام طور پر حدیثوں کے لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ البتہ صحابۂ کرام کے سینوں میں احادیثِ نبویہ محفوظ تھے جو نہایت احتیاط و اہتمام سے اس کا مذاکرہ کرتے رہتے تھے۔ اس کی اشاعت میں مصروف تھے، قرآن و احادیثِ نبویہ کی روشنی میں فتوئی دینے والے صحابہ فتوئی دیتے اور مسائل بتاتے تھے۔

حضرت علیؓ شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے "تذاکروا الحدیث فانکم الّا تفعلوا یندرس۔" (المستدرک ص۹۵) حضرت ابن مسعودؓ کی تاکید تھی " تذاکروا الحدیث فان ذکرا لحدیث حیاۃ" (المستدرک) آپ نے ایک دن شاگردوں سے پوچھا" کیا تم لوگ آپس میں ملتے ہو اور کبھی بیٹھکر حدیث کا بھی مذاکرہ کرتے ہو؟" شاگردوں نے جواب دیا" ہم تو اس کا اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی ساتھی اگر کبھی نہیں آتا اور وہ کوفہ کے آخری سرے پر ہوتا تو ہم اس سے وہیں جاکر ملتے ہیں۔" ارشاد ہوا" فانکم لن تزالوا بخیرما فعلتم ذلک" (دارمی ص۷۹) حضرت ابو سعید خدری مذاکرۂ حدیث کی تاکید کیا کرتے تھے (دارمی ص۷۷) بلکہ اگر کوئی شاگرد لکھوانے کی درخواست کرتا تو انکار کرتے اور فرماتے کہ" جس طرح ہم نے حضور سے حدیثیں سن کر حفظ

کیں تم بھی حفظ کیا کرو" (دارمی) حضرت ابن عباسؓ شاگردوں
سے فرماتے تھے "تذاکروا الحدیث لا ینفلت منکم"
(دارمی ص۸۲) ان کی تاکید تھی کہ "حدیث کو بار بار پڑھکر دہرایا کرو
اور اس کو مستحضر کرو، اگر اس طرح یاد نہ کرو گے تو جاتی رہیگی۔"
(دارمی) خود اپنے متعلق فرماتے ہیں "کنا نحفظ الحدیث" (مسلم
ج۱ ص۱۰) حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ "ہم حضور کی زبان سے حدیثیں
سنتے رہتے تھے جب حضور مجلس سے اُٹھ جاتے تو ہم
آپس میں دُہراتے تھے۔ اس کے بعد جب ہم مجلس سے اُٹھتے
تو حدیثیں اس طرح ذہن نشین ہوجاتی تھیں کہ گویا ہمارے
دلوں میں بو دی گئیں۔" (المجمع ص۱۶۱) حضرت معاویہ کا بیان ہے
"کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فدخل المسجد
فاذا ھو بقوم فی المسجد قعود فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما یقعدکم قالوا صلینا الصلوۃ المکتوبۃ ثم قعدنا نتذاکر
کتاب اللہ وسنۃ نبیہ فقال ان اللہ اذا ذکر شیئا تعاظم ذکرہ
(المستدرک ص۹۴)

صحابہ کرام کے طلب حدیث کا یہ عالم تھا کہ ایک حدیث
سننے کے لئے سیکڑوں میل کا سفر کرتے تھے۔ حضرت انس کا واقعہ
خود صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن انیس سے ایک
حدیث سُننے کے لئے اُنھوں نے ایک مہینے کا سفر کیا۔ جامع
بیان العلم میں ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری نے ایک حدیث
کے لئے مدینہ سے مصر تک کا سفر کیا۔ شوقِ طلب کے ساتھ

ساتھ صحابۂ کرام ارشادِ نبوی "نضّر اللہ امرء سمع مقالتی فوعاھا وادا ھا کما سمع" کو ملحوظ رکھتے ہوئے اشاعتِ حدیث کو اپنا اہم فریضہ سمجھتے تھے۔ صرف کوفہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے چار ہزار شاگرد تھے جنھوں نے ان سے حدیث سنی۔

روایتِ حدیث میں صحابۂ کرام نہایت محتاط تھے۔ ارشادِ نبوی "من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار" ان کو لرزہ براندام رکھتا تھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی چیز کو بیان کرتے ہوئے کانپ اُٹھتے تھے۔ اُن کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہ ہو۔ حضرت انسؓ کا یہ دستور تھا کہ جس حدیث میں ان کو ذرا بھی شبہ ہوجاتا وہ اُس کو بیان ہی نہیں کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "غلطی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بیان کرتا۔" (دارمی)۔ بعض صحابہ صرف اِس ڈر سے کہ بیان میں کچھ کمی بیشی نہ ہو جائے، بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت زبیرؓ کا واقعہ صحیح بخاری صہ ۲۱ میں ہے۔ حضرت صدیقؓ اکبر کم روایت کرنے کی تاکید فرماتے تھے، اور فاروقِ اعظمؓ روایتِ حدیث پر شہادت طلب فرماتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ حلف لیتے تھے۔ اسی طرح حدیثِ نبوی بیان کرنے والوں پر اُن کے عہد میں اور بھی پابندیاں تھیں۔ غرض یہ تھی کہ کوئی غلط بات سرکارِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو۔

خلافتِ راشدہ کے ختم ہونے پر اکابر تابعین کا زمانہ شروع ہوا،

خلافتِ راشدہ ۱۱ھ تا ۴۰ھ / ۶۳۲ء تا ۶۶۱ء

اس زمانے سے پابندیاں کم ہوگئیں اور روایتِ حدیث کی کثرت ہونے لگی، طلب میں اہتمام زیادہ بڑھ گیا، حفظ و مذاکرۂ حدیث کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر قائم ہوگیا اور بڑھتا ہی گیا۔

صحابہ اور اکابر تابعین کا حفظ نہایت عالی تھا، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں "ایک حرف بھی حضور کی حدیث کا مجھکو نہیں بھولتا" (تذکرۃ الحفاظ ص۳۳) تابعین میں سے قتادہ، شعبی اور زہری وغیرہ کے حفظ کا حال تذکرۃ الحفاظ میں موجود ہے۔ الغرض عہد نبوی اور عہدِ صحابہ میں حفظ، مذاکرہ ذوقِ طلبِ حدیث اور احتیاط فی الحدیث کے ہوتے ہوئے ضرورت نہیں تھی کہ قرآن مجید کی طرح حدیثیں بھی قلمبند کرادی جائیں، پھر حضور کا زمانۂ تنزیلِ قرآن کا زمانہ تھا، قرآن کے لکھنے لکھانے کا خاص اہتمام تھا،

کتابتِ حدیث کی ممانعت اور اس کی توجیہ

اگر اس وقت حدیثیں بھی لکھی جائیں تو خلط ہوجانے کا قوی اندیشہ تھا، اسی بناء پر حضور نے عام طور پر حدیث لکھنے کی ممانعت کردی تھی، صحیح مسلم ص۲۲۹ ج ۸ میں ہے:

لا تكتبوا عني ومن كتب عني غير القرآن فليمحه وحدثوا عني فلا حرج ومن كذب علي متعمدا فليتبوء مقعده من النار۔	میری حدیثیں مت لکھو، جس نے میری حدیثیں قرآن کے سوا لکھیں اُس کو مٹا دینا چاہیئے۔ اورمیری حدیثیں بیان کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جس نے جان کر مجھ پر جھوٹ باندھا اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

مگر یہ ارشاد مصلحتِ وقت کی بناء پر تھا، تشریعی دوامی حکم

نہیں تھا۔ چنانچہ حضور نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کو تحریرِ حدیث کی اجازت دی، اور وہ ہر حدیث کو خود اپنے لئے لکھ لیتے تھے کہ ایک ضخیم کتاب ہوگئی، اس کا نام صادقہ رکھا۔ (بخاری ص۲۲ ج۱، طحاوی ص۳۸۳ ج۲، ابوداؤد ص۱۵۰ ج۲، دارمی ص۶۷، طبقات ص۸ ج۴ و تہذیب اصابہ وغیرہ) اسی طرح حضور نے حضرت رافع بن خدیجؓ کو بھی حدیثوں کے لکھنے کی اجازت دی۔ (المجمع ص۱۵۲ ج۱) ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی اجازت ملی (ملاحظہ ہو ترمذی ص۹۱ ج۲۔ و کنز العمال ص۲۲۶ ج۵، والمجمع) صحیح بخاری میں ہے کہ ابوشاہ یمنی کے لئے حضور نے خطبۂ حجۃ الوداع خود لکھوا کر دیا۔ (ص۲۲) اسی طرح حضورؐ نے مختلف عمال کے نام کتاب الصدقات اور دوسرے فرامین لکھوا کر بھیجے، مختلف بادشاہوں، رئیسوں اور سرداروں کے نام تبلیغی خطوط بھجوائے۔ حضرت علیؓ نے بھی اس زمانے میں کچھ حدیثیں لکھی تھیں (بخاری۔ طحاوی) عہدِ نبوی کی تحریریں تتبع اور تلاش سے ۲۴ تک پہونچتی ہیں۔

عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ و تابعین میں احادیث کے تحریری ذخیرے

عہدِ صحابہ و تابعین میں بھی تحریرِ حدیث کا ثبوت ملتا ہے، حضرت زیدؓ بن ثابت نے علم الفرائض پر ایک کتاب تالیف کی، (توجیہ ص۸) اس کے بعض ٹکڑے سنن بیہقی ص۲۴۸ ج۶ میں موجود ہیں۔ ابن ندیم نے فہرست میں لکھا ہے کہ امام حسنؓ، امام حسینؓ اور حضرت علیؓ کی تحریریں خود انھوں نے دیکھی ہیں۔ خود حضرت صدیق اکبرؓ نے پانچ سو حدیثوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی تھی مگر مصلحۃً تلف کردی۔ (تذکرہ ص۵ و کنز العمال ص۲۳۷ ج۵) صحابہ میں سے

حضرت ابن مسعود، حضرت انس، حضرت ابورافع، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعد بن عبادہ حضرت قیس بن سعد، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت واثلہ بن الاسقع، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ، اور تابعین میں سے سعید بن جبیر، عروہ بن زبیر، حسن بن محمد بن الحنفیہ، مجاہدؒ وغیرہ ایک جماعت نے حدیثیں لکھیں۔ مگر اس عہد کی تحریروں کو فنی حیثیت سے حدیث کی مستقل کتابیں نہیں کہہ سکتے، بلکہ یادداشت کے قسم کی چیزیں تھیں، اصل کتاب اُن کا حافظہ تھا جس میں احادیث کے ذخیرے محفوظ تھے۔ جس کی اشاعت میں وہ ہمہ تن متوجہ رہے۔

اس دور کے مشاہیر حفاظِ حدیث کی تعداد تذکرۃ الحفاظ میں ۹۲ ہے۔ طبقۂ صحابہ میں ۲۲، طبقۂ کبار تابعین میں ۴۰، اور تابعین کے طبقۂ وسطیٰ میں ۳۰ حفاظ ہیں۔ ان کے بعد کے ادوار میں حفاظِ حدیث کی بڑی کثرت ہوگئی کہ ان کا ضبط مشکل ہے ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اپنے زمانے تک کے اکثر حفاظِ حدیث کا ذکر کیا ہے۔

روایتِ حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے طبقے

تعدادِ روایتِ حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے چار طبقے ہیں:

(۱) **مکثرین**:- جن صحابہ کی مرویات کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے یہ سات صحابہ ہیں:-

	مرویات		مرویات
حضرت ابوہریرہ	۵۳۷۴	حضرت عبد اللہ بن عباس	۲۶۶۰
حضرت عائشہ	۲۲۱۰	حضرت عبد اللہ بن عمر	۱۶۳۰

حضرت جابرؓ بن عبداللہ ۱۵۴۰ - حضرت انس بن مالکؓ ۱۲۸۶
حضرت ابو سعیدؓ خدری ۱۱۷۰ -

(۲) **متوسطین** :- وہ صحابہ ہیں جن کی روایتیں پانچ سو سے زائد اور ہزار سے کم ہیں۔ ایسے یہ چار صحابہ ہیں :-

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۸۴۸ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ۷۰۰
حضرت علی مرتضیٰؓ ۵۸۶ - حضرت عمر فاروقؓ ۵۳۹

(۳) **مقلین** :- وہ صحابہ ہیں جن کی روایتیں پانچ سو سے کم مگر چالیس یا اس سے زیادہ ہیں، ایسے صحابہ کی تعداد ساٹھ ہے، ان کے اسمار یہ ہیں :-

ام المؤمنین ام سلمہ	۳۷۸ -	حضرت ابو موسیٰ اشعری	۳۶۰
حضرت براء بن عازب	۳۰۵	حضرت ابو ذر غفاری	۲۸۱
حضرت سعد بن ابی وقاص	۲۱۵ -	حضرت سہل انصاری	۱۸۸
حضرت عبادہ بن صامت	۱۸۱	حضرت ابو الدرداء	۱۷۹
حضرت ابو قتادہ انصاری	۱۷۰	حضرت ابی بن کعب	۱۶۴
حضرت بریدہ بن خصیب سلمی	۱۶۴	حضرت معاذ بن جبل	۱۷۵
حضرت ابو ایوب انصاری	۱۵۰	حضرت عثمان غنی	۱۴۶
حضرت جابر بن سمرہ	۱۴۶	حضرت ابوبکر الصدیق	۱۴۲
حضرت مغیرہ بن شعبہ	۱۳۶	حضرت ابوبکرہ	۱۳۰
حضرت عمران بن حصین	۱۳۰	حضرت معاویہ	۱۳۰
حضرت اسامہ بن زید	۱۲۸	حضرت ثوبان	۱۲۷
حضرت نعمان بن بشیر	۱۲۴	حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم	۱۲۳

حضرت ابو مسعود	۱۰۲	حضرت جریر بن عبداللہ البجلی	۱۰۰
حضرت عبداللہ بن ابی اوفی	۹۵	حضرت زید بن ثابت	۹۲
حضرت ابو طلحہ	۹۰	حضرت زید بن ارقم	۹۰
حضرت زید بن خالد	۸۱	حضرت کعب بن مالک	۸۰
حضرت رافع بن خدیج	۷۸	حضرت سلمۃ ابن الاکوع	۷۷
حضرت ابو رافع	۶۸	حضرت عوف بن مالک	۶۷
حضرت عدی بن حاتم	۶۶	حضرت عبدالرحمٰن بن ابی اوفی	۶۵
ام المومنین حضرت ام حبیبہ	۶۵	حضرت سلمان فارسی	۶۴
حضرت عمار بن یاسر	۶۲	ام المومنین حضرت حفصہ رضہ	۶۰
حضرت جبیر بن مطعم	۶۰	حضرت شداد بن الاوس	۶۰
حضرت اسمار بنت ابی بکر	۵۶	حضرت عقبہ بن عامر	۵۵
حضرت فضالۃ بن عبید	۵۰	حضرت عمر بن عتبہ	۴۸
حضرت کعب بن عمر	۴۷	حضرت فضالہ بن عبید الاسلمی	۴۶
ام المومنین حضرت میمونہ	۴۶	حضرت ام ہانی	۴۶
حضرت ابو جحیفۃ	۴۵	حضرت بلال	۴۴
حضرت عبداللہ بن مغفل	۴۳	حضرت مقداد بن الاسود	۴۳
حضرت ام عطیۃ الضاری	۴۱	حضرت حکیم بن حزام	۴۰
حضرت سلمہ بن خیف	۴۰	حضرت واثلہ بن الاسقع	۵۶

(۴) **اقلین** :- یہ مذکورہ بالا صحابہ کے علاوہ دوسرے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ایسے صحابہ کی تعداد چالیس لکھتے ہیں:- مگر تلاش و تفتیش سے اقلین میں بہت کافی صحابہ ملیں گے

رضی اللہ عن جمیع الصحابۃ۔

اِس دَور کے چند مشاہیر تابعی محدثین کے نام یہ ہیں:۔

(۱) علقمہ بن قیس مت ۶۲ھ (۲) ابومسلم خولانی مت ۶۲ھ

(۳) ربیع بن خیثم مت ۶۳ھ (۴) عمرو بن شرحبیل مت ۶۳ھ

(۵) مسروق بن الاجدع مت ۶۳ھ (۶) ابوعبدالرحمٰن السلمی مت ۷۳ھ

(۷) ابوبردہ عامر بن ابی موسیٰ مت ۷۴ھ (۸) اسود بن یزید النخعی مت ۷۵ھ

(۹) عبدالرحمٰن بن غنم مت ۷۸ھ (۱۰) قاضی شریح مت ۷۹ھ

(۱۱) سلیمان بن قیس جامع صحیفہ جابر مت ۸۰ھ (۱۲) ابوادریس خولانی مت ۸۰ھ

(۱۳) محمد بن الحنیفہ مت ۸۱ھ (۱۴) ابووائل بن سلمہ مت ۸۲ھ

(۱۵) زر بن حبیش مت ۸۳ھ (۱۶) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ مت ۸۳ھ

(۱۷) قبیصہ بن ذویب مت ۸۶ھ (۱۸) ابراہیم بن یزید التیمی مت ۹۲ھ

(۱۹) ابوالعالیۃ الریاحی مت ۹۳ھ (۲۰) امام زین العابدین علی بن حسین مت ۹۴ھ

(۲۱) ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومی مت ۹۴ھ (۲۲) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مت ۹۴ھ

(۲۳) سعید بن جبیر مت ۹۴ھ (۲۴) سعید بن المسیب مت ۹۴ھ

(۲۵) ابراہیم بن یزید نخعی مت ۹۵ھ (۲۶) ابراہیم بن یزید تیمی مت ۹۵ھ

(۲۷) عروہ بن زبیر مت ۹۴ھ (۲۸) حسن مثنیٰ بن حسن مت ۹۶ھ

(۲۹) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود مت ۹۹ھ (۳۰) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ مت ۹۹ھ

(۳۱) حسن بن محمد بن الحنیفہ مت ۹۹ھ (۳۲) عبدالرحمٰن بن اسود النخعی مت ۹۹ھ

(۳۳) خارجہ بن زید مت ۱۰۰ھ (۳۴) سلیمان بن یسار مت ۱۰۰ھ

(۳۵) ابوعثمان نہدی مت ۱۰۰ھ وغیرہ رحمہم اللہ تعالےٰ

دوسرا دَور

تدوینِ حدیث کا ابتدائی زمانہ، یہ دور دوسری صدی کی ابتداء
سے تیسری صدی کے نصف اول تک رہا

دور تدوین حدیث

دوسری صدی کی بالکل ابتدا تھی، صحابہ اور کبار تابعین کا دور تقریبًا ختم ہو چکا تھا، تابعین کا وسطی دَور تھا صحابہ دو ایک رہ گئے تھے، اسلام دُور دُور تک پہونچ چکا تھا، روایتِ حدیث کا سلسلہ بہت پھیل چکا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ احتیاط فی الروایۃ کی وہ حیثیت جو پہلے تھی باقی نہیں رہی، مبتدعین اور وضاعین کی جماعت بھی پیدا ہو چکی تھی، وضعِ حدیث کے فتنے نے بہت سی جھوٹی حدیثیں لوگوں میں رائج کردی تھیں اور یہ خطرہ پیدا ہو چکا تھا کہ صحیح حدیثیں خلط ہو کر گم نہ ہو جائیں اس لئے سخت ضرورت تھی کہ اب احادیثِ نبویہ کی باضابطہ تدوین کی جاوے۔ کتابوں میں اسانید کے ساتھ حدیثیں جمع کی جائیں۔ قرآن سے خلط ہونے کا اب قطعًا اندیشہ نہیں تھا، الغرض ان حالات میں تدوینِ حدیث کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے دولتِ بنی اُمیہ کے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تمام اطراف دولتِ اسلامیہ میں فرمان جاری کیا کہ "دیکھو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں جمع کرو۔" (فتح الباری ص ۱۵۲) بالخصوص حاکم مدینہ ابوبکر بن حزم کو لکھا "انظر ما کان من حدیث رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم و ذھاب العلماء ولا تقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولتفشوا العلم" (بخاری ص۲۱) ابوبکر بن حزم نے احادیث کا مجموعہ تیار بھی کر لیا، (زرقانی) سعد بن ابراہیم کا بیان ہے: امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبنا ھا دفترا فبعث الی کل ارض لہ سلطان (جامع بیان العلم) اسی سلسلے میں امام زہری نے سب سے پہلے مغازی کی حدیثیں جمع کیں (الروض الانف) زہری نے جمع حدیث میں بڑی محنتیں اٹھائیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر پر جا کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور حالات پوچھتے اور قلمبند کرتے (تہذیب) ان کی جمع کردہ حدیثوں کا دفتر کئی اونٹوں کا بار تھا (تذکرہ) امام شعبی نے حدیث کی ایک کتاب ترتیبِ ابواب کے ساتھ لکھی۔

دورِ تابعین کے نامور محدثین

فرمانِ جمع حدیث جاری ہونے کے بعد اگرچہ خود خلیفہ زیادہ زندہ نہیں رہے، لیکن اہل علم کی عام توجہ جمع حدیث کی طرف ہوگئی۔ اطرافِ ملک میں محدثینِ احادیثِ نبویہ کو کتابوں میں قلمبند کرنے لگے۔ مکہ میں ابن جریج نے، شام میں اوزاعی نے، کوفہ میں ثوری نے، بصرہ میں ربیع بن صبیح اور حماد بن سلمہ نے، واسط میں ہشیم نے، یمن میں معمر نے، خراسان میں عبداللہ بن مبارک نے، رے میں جریر بن عبدالحمید نے، اور مدینہ میں امام مالک نے حدیثیں جمع کیں۔ اسی طرح مکحول، ہشام بن عروہ، سعید بن عروبہ، ابن ابی ذیب، شعبہ، لیث، ابن لہیعہ، سلیمان بن بلال، ابو معشر، ابراہیم

بن محمد، غندر، سفیان بن عیینہ اور عبدالرحمن بن المہدی وغیرہ نے حدیث کے مجموعے تیار کئے۔ یحیی بن ابی زائدہ تلمیذ ابی حنیفہؒ نے حدیث کی کتاب لکھی۔ امام ابو یوسف نے کتاب الآثار اور کتاب الخراج تالیف کی، امام محمد نے کتاب الحج، کتاب الآثار وغیرہ تصنیف کیں، معافی بن عمران نے کتاب السنن، کتاب الزہد، کتاب الآداب اور کتاب الفتن لکھی، محمد بن فضل نے کتاب الزہد اور کتاب الدعا لکھی، عبداللہ بن وہب نے اہوال القیامۃ اور جامع لکھی۔ ولید بن مسلم نے حدیث کی ستر کتابیں تالیف کیں، وکیع اور عبدالرحیم ابن سلیمان کنانی نے بھی متعدد کتابیں لکھیں۔ امام شافعی نے کتاب الام لکھی۔ یہ حدیث کی کتابیں اور مجموعے سب دوسری صدی کے تھے۔

تیسری صدی کے نصف اول میں حدیث کی بہت سی کتابیں لکھی گئیں، طیالسی، عبدالرزاق، حمیدی، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن منصور، اسحق بن راہویہ، مسدد، علی بن المدینی، ابو ثور اور امام احمد بن حنبل وغیرہ اس وقت کے مشہور مصنف اور ائمہ حدیث ہیں۔

عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ میں احادیث کے سلسلے میں جن تحریروں کا پتہ چلتا ہے، اس کی کوئی خاص ترتیب مروی نہیں۔ البتہ اس کی تین قسمیں کی جا سکتی ہیں۔

(۱) جو کچھ سُنا اُسے غیر مرتب طور پر لکھ لیا جیساکہ صادقہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کا طریقہ تھا۔

(۲) حضور نے یا خلفاء راشدین نے حسب ضرورت جو فرامین احکام، معاہدہ نامہ اور خطوط وغیرہ لکھوائے تھے۔

(۳) بعض صحابہ نے بطور خود کچھ منتخب حدیثیں اپنی صوابدید سے لکھ رکھی تھیں، جیسے حضرت علیؓ کا صحیفہ تھا

خلافت راشدہ کے بعد بالقصد بعض صحابہ نے حدیثیں جمع کیں، مگر اس میں بھی کسی خاص ترتیب کا لحاظ نہیں تھا، البتہ ایک باب سے متعلق حدیثوں کے جمع کرنے کا طریقہ ضرور تھا، جیسے حضرت زید بن ثابتؓ نے فرائض کی حدیثیں جمع کیں، یا سعید بن جبیرؓ نے تفسیری حدیثیں لکھیں، اس طریقے کا نام بعد میں جزء یا فرد یا رسالہ رکھا گیا۔

دورِ تدوین میں تالیف و جمع حدیث کے مزید چند طریقے اور بھی رائج ہوئے جن میں مشہور یہ دو ہیں:

(الف) ایک ایک صحابہ کے مرویات یکجا لکھ لئے جائیں، چاہے وہ جس باب کی حدیث ہو، اس کا نام مسند ہے۔

(ب) مسائل فقہیہ کی ترتیب سے احکام کی حدیثیں جمع کیجائیں؛ اس قسم کی تالیف کا نام سنن یا مصنف ہے۔

خلافت راشدہ کے بعد کے مؤلفات میں احادیث نبویہ کو قلمبند کرنے کے علاوہ لوگوں نے صحابہ کے اقوال اور قضایا کو جمع کرنے اور لکھنے کا دستور بھی نکالا، چنانچہ حضرت علیؓ کے قضایا کو لوگوں نے لکھا جس پر حضرت ابن عباسؓ کی تنقید بھی ہے۔ (صحیح مسلم) دورِ تدوین میں اس دستور نے ترقی کی اور احادیث نبویہ

کے ساتھ اقوالِ صحابہ بلکہ آرار تابعین کو بھی جامعینِ حدیث نے جمع کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ اس دَور کی کتابوں میں احادیث نبویہ اقوال صحابہ اور آرار تابعین ملے جلے نظر آئیں گے۔ سندیں ضرور لکھی جاتی تھیں، مگر مقصود چونکہ صرف جمع کرنا تھا اس لئے اس کی جانچ پڑتال کی طرف عام توجہ نہیں تھی۔

اِس دور کے آخر میں سب سے پہلے امام احمد حنبل کو خیال پیدا ہوا کہ صرف احادیثِ نبویہ جمع کئے جائیں آثار صحابہ اور اقوالِ تابعین کی حیثیت محض تطفل اور تبعیت کی ہو اور سند پر بھی غور کرلیا جائے۔ تاکہ قابلِ اعتماد حدیثیں سامنے آجائیں، امام احمد نے انھیں دونوں اُمور کے پیش نظر مسند ترتیب دی ان کے بعد دورِ سوم میں یہ خیال عام ہوگیا۔

یہ دورِ تدوین دوسری صدی کی ابتداء سے شروع ہوکر تیسری صدی کے نصفِ اول پر ختم ہوتا ہے، اس دَور میں حفاظِ حدیث کی تعداد کثیر رہی، تذکرۃ الحفاظ میں اس دور کے ۳۲۳ حفاظِ حدیث کا تذکرہ ہے۔

دوسرے دور کے چند مشاہیر حفاظِ حدیث یہ ہیں:۔

(۱) عمر بن عبدالعزیز بن مروان - ولادت ۶۱ھ، ۹۹ھ میں خلیفہ ہوئے، امام، فقیہ، مجتہد اور حافظِ حدیث تھے، وفات ۱۰۱ھ
ان کی طرف منسوب ایک مسند ہے جو چھپ چکی ہے۔

(۲) عمرہ بنت عبدالرحمان انصاریہ (م ۱۰۱ھ) حضرت عائشہ کی حدیثوں کو سب سے زیادہ جانتی تھیں۔

(۳) مجاہد بن حرث، ولادت سنہ ۲۱ھ وفات سنہ ۱۰۳ھ۔ حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد مفسّرِ قرآن صاحبِ تصنیف تھے۔

(۴) شعبی ابو عمر عامر بن شراحیل علامۃ التابعین، ولادت سنہ ۱۷ھ پانچ سو صحابہ کو دیکھا، ترتیبِ ابواب کے ساتھ حدیثیں جمع کیں، وفات سنہ ۱۰۶ھ۔

(۵) خالد بن معدان (م سنہ ۱۰۳ھ) ستر صحابہ سے حدیثیں سنیں۔

(۶) جابر بن زید ابو الشعثا، (م سنہ ۱۰۳ھ) فقیہ و محدث۔

(۷) ابو قلابہ جرمی عبد الملک بن محمد رقاشی البصری (م سنہ ۱۰۴ھ) کثیر الحدیث

(۸) حکم بن عتیبہ (م سنہ ۱۰۵ھ) فقیہ، کثیر الحدیث، شیخِ کوفہ۔

(۹) طاؤس بن کیسان (م سنہ ۱۰۶ھ) پچاس صحابہ سے روایت کی، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے خاص تلمیذ تھے۔

(۱۰) ابو بردہ عامر بن ابی موسی اشعری قاضیِ کوفہ (م سنہ ۱۰۴ھ) حضرت ابو موسیٰ اشعری کی حدیثیں لکھیں۔

(۱۱) قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق فقیہِ مدینہ، امام وقت (م سنہ ۱۰۶ھ)

(۱۲) سالم بن عبد اللہ بن عمر فقیہ و محدث (م سنہ ۱۰۶ھ)

(۱۳) سلیمان بن یسار (م سنہ ۱۰۷ھ) فقیہ و محدث مدینہ۔

(۱۴) عکرمہ مولی بن عباسؓ (م سنہ ۱۰۷ھ) مشہور مفسّر و محدث۔

(۱۵) حسن بصری ولادت سنہ ۲۱ھ وفات سنہ ۱۱۰ھ۔ امام عصر، حدیثیں لکھیں

(۱۶) بشیر بن نہیک تلمیذ ابی ہریرہ، اُستاد کی حدیثیں ایک مجموعہ میں لکھیں، وفات سنہ ۱۱۰ھ

(۱۷) ابن سیرین محمد مولی انس بن مالک (م سنہ ۱۱۰ھ) رئیس المعبّرین۔

(۱۸) وہب بن منبہ (م ۱۱۰ھ) جامع مرویات حضرت جابر مولف الاخبار والقصص۔

(۱۹) امام باقر محمد ابو جعفر بن زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہم۔ ولادت ۵۷ھ وفات ۱۱۲ھ۔

(۲۰) رجاء بن حیوہ (م ۱۱۲ھ) عمر بن عبد العزیز کے رفیق، حدیثیں لکھی تھیں۔

(۲۱) عطاء بن ابی رباح، مکہ میں شیخ الحدیث، حدیثیں جمع کیں، وفات ۱۱۴ھ۔

(۲۲) ابان بن صالح، حدیثیں جمع کیں، وفات ۱۱۵ھ

(۲۳) عمرو بن دینار (م ۱۱۶ھ) بڑے درجے کے حافظِ حدیث تھے

(۲۴) نافع مولیٰ ابن عمر، استاد امام مالک و ابی حنیفہ (م ۱۱۷ھ)

(۲۵) میمون بن مہران (م ۱۱۷ھ) حافظ و کثیر الحدیث۔

(۲۶) نافع بن کاؤس (م ۱۱۷ھ) تلمیذ حضرت عبداللہ بن عمر، کثیر الحدیث۔

(۲۷) مکحول ابو عبداللہ (م ۱۱۸ھ) حدیث کا ایک مجموعہ لکھا۔

(۲۸) قتادہ بن دعامۃ السدوسی البصری (م ۱۱۸ھ) بے نظیر قوتِ حافظہ کے مالک تھے، عراق کے بڑے محدث تھے۔

(۲۹) ابوبکر بن حزم قاضی مدینہ جامع احادیث وفات ۱۱۷ھ، عمرہ کے مرویات و کتاب الصدقات جمع کئے۔

(۳۰) علی بن عبد اللہ بن عباس (م ۱۱۸ھ) سلاطین عباسیہ کے جدِ اعلیٰ

(۳۱) یزید بن ابی حبیب (م ۱۱۸ھ) مصر کے ممتاز حافظِ حدیث و حجت۔

(۳۲) یحیٰی بن یعمر (م ۱۱۹ھ) حافظ کثیر الحدیث، قرآن میں نقطے لگائے۔

(۳۳) حماد بن ابی سلیمان فقیہ عراق، استاد ابی حنیفہ وفات ۱۲۰ھ۔
(۳۴) زہری محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب ولادت ۵۱ھ صاحب تصانیف کثیرہ، امام جلیل وفات ۱۲۴ھ
(۳۵) ثابت بن اسلم بنانی (م ۱۲۳ھ) حضرت انس کے تلمیذ، حافظ حدیث۔
(۳۶) امام زید شہید بن زین العابدین بن حسینؓ (۱۲۴ھ) مسند زید آپ کی طرف منسوب ہے۔
(۳۷) عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر (م ۱۲۶ھ) مدینہ کے بڑے حفاظِ حدیث میں تھے۔
(۳۸) سعد بن ابراہیم ولادت ۵۵ھ قاضیِ مدینہ صاحب تصانیف وفات ۱۲۷ھ۔
(۳۹) ابو اسحٰق سبیعی (م ۱۲۸ھ) حدیث کے اکابر حفاظ میں تھے، ان کے شیوخ کی تعداد چار سو سے زیادہ تھی جن میں ۳۸ صحابہ تھے انھیں زہری کا ہمپایہ بیان کیا جاتا ہے۔
(۴۰) ابو الزناد عبد اللہ بن ذکوان (م ۱۳۰ھ) حدیثیں لکھیں۔
(۴۱) صالح بن کیسان (م ۱۳۰ھ) حدیثیں لکھیں۔
(۴۲) محمد بن المنکدر (۱۳۰ھ) حافظِ حدیث، حضرت ابو ایوبؓ وغیرہ کے شاگرد۔
(۴۳) منصور بن زاذان (م ۱۳۱ھ) شاگرد حضرت انسؓ، زہاد صحابہ میں تھے۔
(۴۴) ہمام بن منبہ، حضرت ابوہریرہؓ کی حدیثیں جمع کیں، وفات ۱۳۱ھ۔
(۴۵) ایوب بن تمیمہ سختیانی (م ۱۳۱ھ) بصرہ کے ممتاز حفاظِ حدیث

میں تھے۔ بڑے بڑے تابعین سے فیض پایا۔

(۴۶) ربیعۃ الرائے فقیہ حجاز استاد امام مالک، وفات ۱۳۶ھ۔

(۴۷) زید بن اسلم (مد ۱۳۶ھ) کثیر الحدیث مفسر

(۴۸) داؤد بن دینار (مد ۱۳۹ھ) حدیث کے ممتاز حفاظ میں تھے۔

(۴۹) یونس بن عبید (مد ۱۳۹ھ) حدیث میں اپنے عہد کے نہایت ممتاز حفاظ میں تھے۔

(۵۰) سلمہ بن دینار (مد ۱۴۰ھ) حدیث کے بڑے حفاظ میں تھے۔

(۵۱) امام جعفر الصادق بن امام باقر ولادت ۸۰ھ وفات ۱۴۰ھ

(۵۲) موسیٰ بن عقبہ امام المغازی وفات ۱۴۱ھ

(۵۳) سلیمان تیمی (مد ۱۴۳ھ) ممتاز حفاظِ حدیث میں تھے۔

(۵۴) یحیٰی بن سعید انصاری قاضیِ مدینہ وفات ۱۴۳ھ)

(۵۵) علی بن ابی طلحہ ہاشمی صاحبِ تالیف (مد ۱۴۳ھ)

(۵۶) ہشام بن عروہ (مد ۱۴۶ھ) حدیثیں لکھیں۔

(۵۷) اسمٰعیل بن ابی خالد احمسی (مد ۱۴۶ھ) ممتاز حفاظ میں تھے۔

(۵۸) اعمش سلیمان بن مہران (مد ۱۴۷ھ) بڑے درجہ کے حافظِ حدیث تھے، ان کا لقب سید المحدثین ہے۔

(۵۹) محمد بن عجلان (مد ۱۴۸ھ) حدیث کے ممتاز حافظ۔

(۶۰) عبد الملک بن جریج صاحب تصنیف (مد ۱۵۰ھ)

(۶۱) ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی امام اعظم۔ حضرت انسؓ کو دیکھا وفات ۱۵۰ھ دنیا کے سب سے بڑے امام متبوع، لوگوں نے آپ کے مسانید جمع کئے۔

(۶۲) محمد بن اسحق امام المغازی مولف سیرت وفات (سنہ ۱۵۱ھ)

(۶۳) عبداللہ بن عون (مدسنہ ۱۵۱ھ) مدینہ کے ممتاز محدث.

(۶۴) مسعر بن کدام ابوسلمۃ الکوفی (مدسنہ ۱۵۵ھ) اکابر حفاظ میں تھے.

(۶۵) سعید بن ابی عروبہ صاحب تصنیف وفات سنہ ۱۵۶ھ

(۶۶) اوزاعی ابو عمر عبدالرحمن امام شام امیرالمؤمنین فی الحدیث
مؤلف جامع اوزاعی وفات سنہ ۱۵۶ھ.

(۶۷) زفر بن بدیل صاحب ابی حنیفہ لقب صاحب الحدیث وفات سنہ ۱۵۸ھ

(۶۸) ابن ابی ذیب محمد بن عبدالرحمن صاحب تالیف وفات سنہ ۱۵۹ھ

(۶۹) شعبۃ بن الحجاج امیرالمؤمنین فی الحدیث جرح و تعدیل کے امام
سب سے پہلے تنقید رجال کے اصول قائم کئے. وفات سنہ ۱۶۰ھ

(۷۰) ربیع بن صبیح. بصرے میں سب سے پہلے حدیثیں جمع کیں وفات سنہ ۱۶۰ھ

(۷۱) سفیان ثوری، سید الحفاظ امیرالمؤمنین فی الحدیث صاحب تصانیف
کثیرہ مؤلف جامع ثوری، وفات سنہ ۱۶۱ھ

(۷۲) عمرو بن عمرہ (مدسنہ ۱۶۱ھ) حفاظ کوفہ میں تھے.

(۷۳) ابو ذرعہ ابن شیبہ حافظ خراسان، وفات (مدسنہ ۱۶۴ھ) لاکھوں حدیثیں
یاد تھیں.

(۷۴) حماد بن سلمۃ صاحب تصانیف مؤلف جامع حماد، وفات سنہ ۱۶۷ھ

(۷۵) ابو معشر نجیح سندی مغازی پر کتاب لکھی، وفات سنہ ۱۷۰ھ، ان کے
جنازے کی نماز خود ہارون رشید نے پڑھائی.

(۷۶) لیث بن سعد امام مصر صاحب تصانیف، وفات سنہ ۱۷۵ھ

(۷۷) مالک بن انس امیرالمؤمنین فی الحدیث امام مدینہ صاحب مذہب

بتبوع، ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ۔ حدیث کی مقبول ترین کتاب مؤطا آپ نے تالیف کی۔

مؤطا

امام مالکؒ نے ایک لاکھ حدیثوں کا انتخاب شروع کیا، پہلے دس ہزار منتخب حدیثیں لکھیں پھران سے بھی انتخاب شروع کیا کم کرتے گئے، یہاں تک کہ موجودہ حجم تک کتاب پہونچی، ستر فقہار مدینہ کے سامنے کتاب رکھی، سب نے موافقت کی، کہتے ہیں۔

کلهم داطئوه فسميته المؤطا۔

مؤطا میں احادیثِ نبویہ کے ساتھ اقوال صحابہ اور آراء تابعینِ مدینہ بھی بکثرت ہیں، کل حدیثوں کی تعداد ۱۷۲۰ ہے جس میں چھ سو مسند مرفوع ۲۲۲ مرسل مرفوع ۶۱۳ موقوف اور ۲۸۵ مقطوع حدیثیں ہیں۔

امام مالک سے ایک ہزار آدمیوں نے موطا سنی، جن میں مجتہدین، محدثین، صوفیہ، امراء، ملوک اور خلفا سب ہی ہیں۔

امام محمد اور امام شافعی نے بھی امام مالک سے موطا پڑھی۔

موطا کے اعلیٰ سند ثنائیات ہیں جن میں کل دو واسطے ہیں، موطا کے سولہ نسخے مروج ہیں جن میں یحیٰی بن یحییٰ اللیثی (۲۲۴ھ) کی روایت زیادہ عام ہے موطا بروایت امام محمد بھی متداول ہے۔

موطا دوسری صدی کی صحیح ترین کتابوں میں ہے، اُمت نے بڑی قدردانی کی، شاہ ولی اللہؒ اس کو صحیحین پر ترجیح دیتے ہیں

امام شافعی کا قول ہے کہ کتاب اللہ کے بعد امام مالک کی کتاب موطا سب سے صحیح ہے۔ مؤطا کی تمام مسند حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں، ابن عبدالبر نے تمام احادیث مرسل و منقطع کا تتبع کیا اور انھیں موصول ثابت کیا۔

موطا کی بہت سی شرحیں ہیں، سب سے قدیم شرح ابن حبیب مالکی (مـ ۲۲۹ھ) کی ہے۔ اس کے علاوہ ابن عبدالبر کی شرح التقصاء، اور زرقانی (مـ ۱۱۲۲ھ) کی شرح ابو بکر ابن العربی کی شرح شاہ ولی اللہ کی شرح مسوّی مصفّی، اور ملّا علی قاری کی شرح بھی مشہور شرحیں ہیں۔ مؤطا بروایت امام محمد پر مولانا عبدالحیؒ نے تعلیق الممجد مفید حاشیہ لکھا۔ مؤطا کا اختصار خطابی، ابوالولید باجی وغیرہ نے کیا۔ برقی نے شرح غریب لکھی، موطا کے رجال پر قاضی ابو عبداللہ اور سیوطی وغیرہ نے کتابیں لکھیں۔ مولوی وحید الزماں نے موطا کی اُردو شرح بھی لکھی ہے۔

(۷۸) بکر بن عبداللہ المزنی (مـ ۱۰۸ھ) حدیث کے ممتاز حافظ۔

(۷۹) ابن ابی الدنیا ابو بکر محمد بن عبداللہ (مـ ۱۸۰ھ) صاحب تصانیف مؤلف کتاب ذم الملاہی۔

(۸۰) عبداللہ بن المبارک امیرالمؤمنین فی الحدیث، ولادت ۱۱۸ھ وفات ۱۸۱ھ مؤلف کتاب الزہد وغیرہ طلب حدیث میں ۹ ہزار درہم صرف کئے۔

(۸۱) ابو یوسف یعقوب صاحب ابی حنیفہ کثیر الحدیث، سب سے پہلے قاضی القضاۃ، وفات ۱۸۲ھ۔

(۸۳) امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق ولادت ۱۲۸ھ وفات ۱۸۳ھ صاحب مسند

(۸۴) ابو اسحٰق فزاری۔ وفات ۱۸۶ھ جرح و تعدیل کے امام۔

(۸۴) محمد بن کعب (مد ۱۸۸ھ) حافظِ کثیر الحدیث

(۸۵) جریر بن عبد الحمید (مد ۱۸۸ھ) صاحبِ تصنیف۔

(۸۶) محمد بن الحسن صاحب ابی حنیفہ ولادت ۱۳۵ھ وفات ۱۸۹ھ
قاضی، صاحبِ تصانیف کثیرہ فقہ و حدیث۔

علم الخلاف یعنی ابواب فقہیہ میں موافق و مخالف حدیثوں کو لکھکر اس پر محاکمہ کرنا ان کی ایجاد ہے۔ کتاب الحج اس طرز کی پہلی کتاب ہے۔ موطا بروایتِ امام محمد بھی مشہور و متداول ہے۔ کتاب الآثار بھی آپ کی معروف کتاب ہے، اس پر مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے حاشیہ لکھا اُردو ترجمہ بھی پنجاب سے شائع ہوا ہے۔

(۸۷) محمد بن جعفر غندر (مد ۱۹۳ھ) صاحبِ تالیف

(۸۸) ولید بن مسلم، ولادت ۱۱۹ھ وفات ۱۹۵ھ حدیث کی ستر کتابیں لکھیں۔

(۸۹) محمد بن فضیل بن غزوان ابو عبد الرحمٰن مؤلفِ کتاب الزہد، و کتاب الدعاء وغیرہ وفات ۱۹۵ھ

(۹۰) ابو عبد اللہ بن وہب کثیر التصانیف مؤلف موطا، جامع کبیر، کتاب المغازی وغیرہ وفات ۱۹۷ھ

(۹۱) وکیع بن الجراح ولادت ۱۲۹ھ امام الحدیث صاحب تصنیف وفات ۱۹۷ھ۔

(۹۲) یحییٰ بن سعید القطان ولادت ۱۲۰ھ امام الحدیث اسماء الرجال و جرح و تعدیل پر سب سے پہلے کتاب لکھی، وفات ۱۹۸ھ

(۹۳) عبدالرحمٰن بن المہدی (م ۱۹۸ھ) امام الجرح والتعدیل۔

(۹۴) سفیان بن عیینہ ولادت ۱۰۷ھ محدثِ حجاز، وفات ۱۹۸ھ۔

(۹۵) ہشیم بن بشیر ولادت ۱۰۴ھ صاحبِ تصنیف وفات ۱۹۹ھ

(۹۶) یونس بن بکیر وفات ۱۹۹ھ مغازی ابن اسحٰق کا ذیل لکھا۔

(۹۷) ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی امام اہل الحجاز، امام ابوحنیفہ کے بعد سب سے زیادہ مقلد دنیائے اسلام میں انھیں کے ہیں۔ ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ۔ آپ کی یہ دو کتابیں بہت مشہور ہیں :-

(الف) کتاب الام، فقہ حدیث کی بہترین کتاب ہے، اس میں مسائل کے ادلہ کی تفصیل اور ادلۂ مخالف کے جواب نہایت مفصل مذکور ہیں۔

(ب) اختلاف الحدیث، اس میں احادیثِ مختلفہ کی توجیہ کی ہے۔

(۹۸) ابوداؤد محمد بن سلیمان طیالسی، ایک ہزار شیوخ سے حدیث سنی، مولف مسند، وفات ۲۰۴ھ

(۹۹) روح بن عبادہ صاحبِ تصنیف، دس ہزار حدیثوں کا مجموعہ لکھا وفات ۲۰۵ھ۔

(۱۰۰) واقدی ابوعبداللہ محمد بن عمر، قاضیِ بغداد، مؤلف المغازی، کتاب الردۃ وغیرہ، وفات ۲۰۷ھ۔

(۱۰۱) عبدالرزاق بن ہمام مؤلف، مصنف، وفات ۲۱۱ھ۔

(۱۰۲) اسد بن موسیٰ مردانی، وفات ۲۱۲ھ، صاحبِ تالیف۔
(۱۰۳) اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ قاضی رقہ، مؤلف حدیث وفات ۲۱۲ھ
(۱۰۴) مکی بن ابراہیم استاذ بخاری اکثر ثلاثیات صحیح بخاری میں انہی کے واسطے سے ہیں، وفات ۲۲۶ھ
(۱۰۵) ابوجعفر محمد بن الصباح البزار صاحب السنن، وفات ۲۲۷ھ
(۱۰۶) ابوالولید ارزقی مؤلف تاریخ مکہ وفات ۲۲۸ھ
(۱۰۷) نعیم بن حماد خزاعی صاحبِ تالیف وفات ۲۲۸ھ
(۱۰۸) مسدد بن مُسرہد بصری صاحبِ تالیف، وفات ۲۲۸ھ
(۱۰۹) محمد بن سعد واقدی مؤلف طبقات الکبیر، وفات ۲۳۰ھ
(۱۱۰) یحییٰ بن معین استاد بخاری امام و حجت محدثین نے بارہ لاکھ حدیثیں ان سے لکھیں، امام جرح و تعدیل تھے، وفات ۲۳۳ھ
(۱۱۱) علی بن المدینی، امام الحدیث، امام بخاری نے اپنی صحیح بغرض استصواب انھیں دکھلائی، وفات ۲۳۴ھ
(۱۱۲) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، صاحبِ مصنف، استاد بخاری و مسلم، وفات ۲۳۵ھ
(۱۱۳) سعید بن منصور، مؤلف، سنن، وفات ۲۳۵ھ۔
(۱۱۴) اسحق بن راہویہ، صاحبِ تصنیف، وفات ۲۳۸ھ
(۱۱۵) سحنون عبدالسلام بن سعید التنوخی، صاحب المدونۃ (م ۲۴۰ھ)
(۱۱۶) عبد بن حمید، صاحبِ مسند کبیر و تفسیر، وفات ۲۴۹ھ۔
(۱۱۷) بندار ابوبکر محمد بن بشار بصری، وفات ۲۵۲ھ، صاحبِ تالیف۔
(۱۱۸) عبداللہ بن عبدالرحمٰن، صاحبِ مسند و تفسیر، وفات ۲۵۵ھ۔

(۱۱۹) احمد بن حنبلؒ، امام فقہا والمحدثین، ولادت ۱۶۱ھ، اہل سنت کے ائمۂ اربعہ میں مسلم الثبوت امام تحفظ دین میں بڑی تکلیف اُٹھائی، مسئلہ خلقِ قرآن میں کوڑے کھائے، جیل میں رہے، وفات ۲۴۱ھ۔ آپ کی اہم ترین تالیف مسند ہے۔

مسند احمد:-

اِس مسند میں ساتؔ سو اصحاب کی روایتیں ہیں، اس میں حذف مکررات کے بعد تیس ہزار حدیثیں اور مکررات کے ساتھ چالیس ہزار، اور بقول ابنؔ خلدون پچاس ہزار حدیثیں ہیں، عموماً اِس میں مرفوع احادیث ہیں، امام نے اس مجموعہ کو ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے۔ تمام مسانید میں سب سے جامع اور صحیح مسند ہے۔ یہ مسندؔ اٹھارہ مسانید پر مشتمل ہے۔

مسند احمد کے متعلق الیانع الجنی میں ہے: فانه كتاب حافل فی بابه وعدة نافعة حبذا لمن اقتصر فی عبابه وجعله رضی الله عنه القسطاس المستقيم يعرف به الصحيح من حديث الرسول عن السقيم والمختلق والمفتری مماله اصل يوثر ويروی۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: وما ضعف من احاديثه فانه احسن حال مما يصححه كثير من المتاخرين۔ کنزالعمال کے دیباچہ میں ہے کہ "مسند کی مسکوت عنہ حدیثیں مقبول ہیں۔"
مسند کی چند حدیثوں پر ابنؔ جوزی وغیرہ نے جرح کی ہے ابن حجر نے القول المسدد اور سیوطی نے الذیل الممہد میں ان کا

جواب لکھا، مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ اس میں ضعاف ہیں اور وہ امام احمد کے بیٹے عبداللہ کے زیادات کی وجہ سے ہیں مسند کے راوی عبداللہ بن احمد ہیں۔ انھوں نے اپنی خاص روایتیں بھی اس میں اضافہ کی ہیں۔ حال میں مصر کے بعض علماء نے مسند کی تبویب و تشریح کی ہے جس کے کچھ اجزاء چھپ چکے ہیں۔

تیسرا دور

تالیفِ کتبِ حدیث کا ارتقائی اور تکمیلی زمانہ، جبکہ حدیث اور علومِ حدیث پر مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ صحیح اور قابلِ استناد حدیثوں کے جمع کی طرف محدثین متوجہ ہوئے۔ یہ دور تیسری صدی کے نصفِ آخر سے شروع ہوکر پانچویں صدی پر ختم ہوتا ہے۔ تیسری صدی کے خاتمے پر جمع و تدوینِ حدیث کا کام مکمل ہوجاتا ہے۔ چوتھی صدی کی ابتدا ہی سے ترتیب و تہذیبِ حدیث اور تسہیل کی طرف علماء متوجہ ہوجاتے ہیں۔

تیسری صدی کے نصفِ اول سے محدثین اس طرف متوجہ ہو چکے تھے کہ جمع احادیث میں صرف احادیثِ نبویہ (آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین سے علیحدہ کرکے) جمع کریں، اس کی ابتدا امام احمدؒ نے اپنی مسند سے کی۔ اس دور میں اس خیال نے کافی ترقی کی

اِس دور کے قبل کے مصنفین عام طور پر صحیح وسقیم ہر قسم کی حدیثوں کو سند کے ساتھ جمع کیا کرتے تھے، چنانچہ اس دور میں بھی بہت سے مصنفین نے ایسا ہی کیا، لیکن محدثین کی ایک جماعت نے صرف صحیح اور قابلِ استناد حدیثوں کے جمع کرنے کا فیصلہ کیا، اور صرف صحیح اور مقبول حدیثوں پر مشتمل کتابیں لکھیں۔

اِس دور میں احادیث نبویہ کی بڑی خدمت ہوئی، علوم حدیث کی طرف محدثین نے خاص توجہ کی۔ مختلف انواع پر مشتمل بے شمار حدیث کی کتابیں لکھیں۔ صحیح اور ضعیف احادیث کے مابین امتیاز قائم کیا، فنِ اسماء الرجال کو اپنے انتہائی عروج پر پہونچایا۔ صحت وسقم حدیث کے ضوابط مقرر کئے، تنقیدِ حدیث کا کام وسیع پیمانہ پر جاری ہوا۔

دورِ تدوین سے دورِ سوم کے خاتمے یا اس کے بعد تک حدیث کی جتنی کتابیں لکھی گئیں عموماً اس کے انواع حسب ذیل ہیں:-

(۱) **جامع** - یہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں سِیَر، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، رقاق، مناقب اور آداب (ان تمام رؤس ثمانیہ) کی حدیثیں مرتب ومبوب ہوں۔ سب سے پہلی جامع امام ثوری کی ہے۔ اور صحیح جامع امام بخاری نے لکھی، اور صحاح وحسان وغیرہ پر مشتمل جامع امام ترمذی نے تالیف کی۔

(۲) **مسند**: جس کتاب میں صحابہ کی ترتیب پر حدیثیں جمع

کی جائیں، خواہ بہ ترتیب حرف تہجی ہو یا باعتبار سبقت فی الاسلام وغیرہ وہ کتاب **مسند** کہلاتی ہے۔ سب سے پہلی مسند امام کاظمؒ کی ہے، پھر ابوداؤد طیالسی نے مسند تالیف کی۔ جامع ترین مسند امام احمدؒ نے لکھی، ربیع بن صبیح، نعیم بن حماد، ہشیم، ابن ابی عاصم، ابن ابی عمر، ابن راہویہ، ابو اسحٰق، عسکری، ابو محمد کشی، اوزاعی، بزار، ابو یعلی اور فردوس دیلمی، وغیرہ نے بھی مسانید لکھے۔

(۳) **معجم**: اساتذہ کی ترتیب سے ان کی مروی حدیثیں جس کتاب میں جمع کی جائیں وہ معجم ہے اس کے موجد ابن قانع (م۳۵۱ھ) ہیں معاجم کو حروف تہجی کے اعتبار سے طبرانی نے ترتیب دی ان کے تین معجم ہیں معجم کبیر، معجم اوسط اور معجم صغیر۔

(۴) **سنن یا مصنف**: وہ کتاب ہے جس میں احکام کی حدیثیں جمع کی جائیں، غالباً اس کی ابتدا سنن سعید بن منصور سے ہوئی، پھر ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، عبد الرزاق، دارمی، طحاوی، ابن ابی شیبہ، ابن جریج، موسی بن طارق، دار قطنی اور بیہقی وغیرہ نے کتب سنن و مصنف لکھے۔

(۵) **رسائل**: کسی خاص نوع یا باب کی حدیثیں جس کتاب میں جمع کی جائیں وہ رسالہ کہلاتا ہے، اس کی ابتدا حضرت زید بن ثابتؓ نے اپنے رسالہ فرائض سے کی۔ رسائل کے نام مختلف فن کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔

(الف) علم التوحید، جس میں عقائد کی حدیثیں ہوں مثلاً کتاب التوحید لابن ابی خزیمہ، کتاب الاسماء والصفات للبیہقی وغیرہ

(ب) علم السنن، جس میں احکام کی حدیثیں ہوں۔

(ج) علم الادعیہ، جس میں صرف ماثور دعائیں جمع کی جائیں، جیسے الیوم واللیلۃ لابن السنی، الحصن الحصین للجزری، کتاب الاذکار للنووی۔

(د) علم السلوک والزہد: جس میں رقاق کی حدیثیں ہوں مثلاً کتاب الزہد لاحمد، کتاب الزہد لابن المبارک وغیرہ

(ہ) علم الآداب، جس میں آداب کی حدیثیں ہوں، جیسے آداب مفرد بخاری

(و) علم التفسیر، جس میں تفسیری حدیثیں ہوں، جیسے تفسیر سعید بن جبیر، تفسیر ابن مردویہ، تفسیر ابن ماجہ وغیرہ۔

(ز) علم التواریخ و بدء الخلق، جس میں وجود ارض و سماء اور تخلیق آدم و انبیاء سابقین سے متعلق حدیثیں ہوں۔

(ح) علم السیر والمغازی:۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے متعلق حدیثوں کا مجموعہ، جیسے سیرت زہری، سیرت موسیٰ بن عقبہ، سیرت ابن اسحٰق، مغازی واقدی، سیرت ابن ہشام، سیرت شامی، سیرت حلبی، مواہب لدنیہ، روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ وغیرہ

(ط) علم المناقب: جس میں مناقب صحابہ و اہل بیت کی حدیثیں ہوں، مثلاً ریاض النضرہ، ذخائر العقبیٰ، مناقب علی للنسائی وغیرہ۔

(۶) **الاجزاء والافراد**: ایک شخص کی حدیثوں کا یا ایک مسئلہ کی حدیثوں کا مجموعہ جزء یا فرد کہلاتا ہے۔ سب سے پہلا جزء ابو بردہ

تابعی (۵۷ھ) نے تالیف کیا. پھر آبان اور سلیمان وغیرہ نے اجزاء لکھے افراد و اجزاء بہت ہیں مثلاً جزء ابن راہویہ، جزء ابن مخلد، جزء ابن نجید جزء قراءۃ للبخاری، جزء رفع یدین للبخاری، جزء قراءۃ للبیہقی وغیرہ۔

(۷) **اربعین**: وہ رسالہ ہے جس میں چالیس حدیثیں جمع کیجائیں، سب سے پہلی اربعین، عبداللہ بن المبارک کی ہے، نووی کی اربعین سب سے زیادہ مشہور ہے، ابن رجب وغیرہ نے اس کی شرح لکھی ہے۔

(۸) **صحیح**: وہ حدیث کی کتاب ہے جس کے مصنف نے صحت حدیث کا التزام کیا ہو، مثلاً موطا، صحیح بخاری، صحیح مسلم، المجتبیٰ للنسائی صحیح بن خزیمہ، صحیح بن حبان، المنتقی لابن جارود، صحیح ابن السکن، صحیح اسمعیلی، احکام عبدالحق اور المختارہ وغیرہ۔

(۹) **المستدرک**:۔ کسی حدیث کی کتاب سے باوجود مؤلف کتاب کے شرائط مقررہ پائے جانے کے جو حدیثیں چھوٹ جائیں اُن کو جس کتاب میں جمع کریں اُس کا نام مستدرک ہے، جیسے مستدرک حاکم۔

(۱۰) **المستخرج**:۔ کسی سابق حدیث کی کتاب کو سامنے رکھکر اُس کی حدیثوں کی تائید کے لئے اسی سند و متن کو ملحوظ رکھکر اپنے اساتذہ کی سند مؤلف یا شیخ مؤلف تک پہونچا دینا، جیسے مستخرج ابی عوانہ ( ) علی صحیح مسلم، مستخرج ابی نعیم علی صحیح البخاری، مستخرج محمد بن عبدالملک علی سنن ابی داؤد، مستخرج ابی علی علی الجامع للترمذی اس دور کے ختم تک احادیث پر مشتمل جتنی کتابیں لکھی گئیں،

اس کے پانچ طبقے ہیں۔

(۱) [پہلا] طبقہ: ان کتابوں کا ہے جو احادیثِ صحیحہ کے لئے مخصوص ہیں، جیسے موطا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ صحاح کی کتابیں۔

(۲) دوسرا طبقہ: ان کتابوں کا ہے جن کی حدیثیں علی العموم صالح للاحتجاج و مقبول ہیں، جیسے سنن نسائی (بلحاظ زیادات راوی) سنن ابی داؤد، سنن [ترمذی]، مسند احمد، مسند دارمی، اور شرح معانی الآثار طحاوی وغیرہ۔

اس طبقہ کی کتابوں کی حدیثیں معتمد ہیں مگر سند پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ ان میں ضعاف بھی ہیں۔

(۳) تیسرا طبقہ: اِن کتابوں کا ہے جن میں صحیح، حسن، صالح، منکر اور ضعیف ہر قسم کی رطب و یابس حدیثیں ملی جلی ہیں مثلاً سنن ابن ماجہ، مسند طیالسی، زیادات احمد، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن سعید بن منصور، مسند ابی یعلی، مسند بزار، مسند جریر مصنف طحاوی، تہذیب الآثار، تفسیر ابن جریر، تاریخ ابن جریر، تفسیر ابن مردویہ، معاجم ثلثہ طبرانی، سنن دارقطنی، غرائب [دارقطنی]، حلیہ ابی نعیم، سنن بیہقی، شعب الایمان وغیرہ۔ اِس طبقے کی کتابوں کی حدیثوں کا حکم یہ ہے کہ ماہرینِ فن جس حدیث پر اعتماد کریں وہ احکام میں بھی قابل اعتماد ہے۔

(۴) چوتھا طبقہ: ان کتابوں کا ہے جن میں علی العموم ضعاف حدیثیں ہیں کہ ان کتابوں کا نام سنتے ہی حدیث کے ضعف کی طرف

ذہن منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسے نوادر الاصول حکیم ترمذی، مسند الفردوس، کتاب الضعفاء عقیلی، کامل ابن عدی، تاریخ خطیب وغیرہ۔ اس طبقہ کی کتابوں کی حدیثیں سلسلۂ احکام خارج از اعتبار ہیں الا ماشاء اللہ البتہ فضائل و تاریخ میں غیر موضوع پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

دورِ تدوین سے اس دور تک حدیث کی بیشمار کتابیں لکھی گئیں، جن میں سے معتدبہ کتابوں کا تذکرہ کشف الظنون اور اتحاف النبلاء میں موجود ہے، ان تمام کتابوں میں سے ان چھ کتابوں کو بڑی مقبولیت ہوئی، جو آج تک درس میں داخل ہیں، امت نے تلقی بالقبول کی اہل علم نے انھیں بڑی اہمیت دی، اس پر شرحیں لکھیں، اس کے رجال پر کتابیں تحریر کیں وہ یہ ہیں:

صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سنن نسائی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن ترمذی سنن ابن ماجہ۔

ان چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہتے ہیں، پہلی دونوں کو صحیحین اور پچھلی چاروں کو سنن کہتے ہیں۔ استاذی مولانا مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ ان کتابوں کے اجمالی خصوصیات کے متعلق سندی کا مقولہ نقل فرماتے تھے: من اراد المطالب العلمیۃ مع الصحۃ فصحیح البخاری ومن اراد سرد الروایات مع حسن السیاق والصحۃ فصحیح مسلم ومن اراد کثرۃ الاحکام نعلیہ بابی داؤد ومن اراد الاطلاع علی الفنون الحدیثیۃ فالترمذی و

ومن اراد علو المطالب مع حسن السرد وخلوص الاحکام فالنسائی ومن اراد ما اشتمل علی المتون الکثیرۃ التی انفرد بھا عن غیرہ من الکتب فابن ماجہ وان نظر الی جلالۃ المؤلف وامامتہ فموطا لمالک وان اراد جمع کتاب دون فی الاسلام مع جلالۃ مؤلفہ فمسند احمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آن کتب ستہ میں صحیحین کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے شرقاً وغرباً ہر قرن میں ان دونوں کی شہرت اور قبولیت اُمت میں یکساں رہی، جمہور محدثین کے نزدیک ان دونوں کی تمام حدیثیں صحیح و مقبول ہیں، علم نظری ان سے حاصل ہے بلکہ حافظ ابن حجرؒ، شمس الائمہ سرخسی، علامہ ابن تیمیہ اور ابن الصلاح ان سے علم قطعی کے حصول کے قائل ہیں۔ صحیحین کے بعد سنن نسائی کا درجہ ہے اسی کا نام مجتبی یا مجتنی ہے۔ امام نسائی کا دعویٰ یہ ہے کہ کل ما اخرجت فی الصغری فھو صحیح۔ سنن نسائی کے بعد سنن ابی داؤد کا مرتبہ ہے کیونکہ ابوداؤد نے اپنے سنن کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی حدیثیں صالح للاحتجاج ہیں۔ ابوداؤد کے بعد جامع ترمذی کا درجہ ہے جس میں ضعیف حدیثیں اور کلبی اور مصلوب کی روایتیں بھی ہیں، اگرچہ وہ خود معلول وضعیف حدیث کی علت وضعف بتلادیتے ہیں۔ چھٹا درجہ ابن ماجہ کا ہے کیونکہ اس میں نسبتاً ضعیف حدیثیں زیادہ ہیں۔

امام بخاری خود مجتہد تھے، انھوں نے کسی کی تقلید نہیں کی۔ امام مسلم کو حطہ اور الیانع الجنی میں شافعی لکھا ہے۔ امام ترمذی

کو شافعی لکھتے ہیں۔ امام نسائی اور امام ابوداؤد حنبلی تھے۔ ابن ماجہ کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا، واللہ اعلم۔

اب ہم صحاح ستہ کے مصنفین کے مختصر تذکرہ کے بعد ان کی کتابوں کا بھی مختصر طور پر ذکر کریں گے۔

امام بخاریؒ:-

محمد نام، ابوعبداللہ کنیت، امیرالمؤمنین فی الحدیث وناصرالاحادیث النبویہ وناشرالمواریث المحمدیہ لقب، بخارا وطن۔ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ نسب۔ بردزبہ فارسی الاصل مجوسی کے بیٹے مغیرہ نے حاکم بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ امام بخاری کے والد اسمٰعیل امام مالک کے شاگرد تھے۔ حماد بن زید اور ابن المبارک سے بھی حدیث سُنی۔

امام بخاری کی ولادت ۱۳۔ شوال ۱۹۴ھ جمعہ کے دن ہوئی بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا، ماں نے تربیت کی۔ دس برس کی عمر سے حفظ حدیث کا شوق پیدا ہوگیا، سولہ برس کی عمر میں وکیع اور ابن المبارک کی کتاب یاد کرلی۔ ماں کے ساتھ حج کو گئے اور حجاز میں تحصیل علم کی، چھ برس وہاں رہے، واپس ہوکے، پھر طلب حدیث میں کوفہ، بصرہ، بغداد، مصر اور شام گئے، ایک ہزار اسی محدثین سے حدیثیں سُنیں، مشہور اساتذہ یہ ہیں، مکی بن ابراہیم عبداللہ بن موسیٰ، عیسیٰ ابوعاصم، علی بن المدینی، اسحٰق بن راہویہ، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ،

اور حمیدی وغیرہ - خود امام بخاریؒ سے ایک لاکھ آدمیوں نے حدیث سنی جن میں مسلم، ابن خزیمہ، ترمذی اور فربری وغیرہ ہیں۔

امام بخاری اپنے زمانہ میں حفظ و اتقان، فہم معانی کتاب و سنت حدتِ ذہن، جودتِ طبع، دقتِ نظر، قوتِ اجتہاد و استنباط، وفورِ تفقہ، کمالِ زہد، طرقِ حدیث پر کثرت وقوف اور معرفۃ رجال و تاریخ میں آپ اپنے نظیر تھے، امام بخاری کو ۵ لاکھ سے زیادہ حدیثیں یاد تھیں۔

امام بخاری نے باپ کے ترکے سے کافی دولت پائی تھی بڑے سخی اور صاحبِ مروت تھے، مجاہدانہ شوق بھی رکھتے تھے، فنونِ سپہگری میں بھی کافی مہارت تھی۔

آخر عمر میں اپنے وطن میں انھیں مصائب کا شکار ہونا پڑا، "تلفظ بالقرآن قدیم ہے یا حادث" اس مسئلے میں امام ذہلی سے اختلاف ہوگیا، پھر حاکم بخارا سے امام بخاری کی شکر رنجی ہوگئی۔ حاکم بخارا نے امام بخاری کے اخراج کا حکم دیا امام صاحب وہاں سے سمرقند روانہ ہوگئے۔ بالآخر عید الفطر کی چاند رات مغرب و عشا کے درمیان ۲۵۶ھ کو امام بخاری نے وفات پائی، جبکہ تیرہ دن کم ۶۲ برس کی عمر تھی، سمرقند سے تین میل دور خرتنگ میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ۔

امام بخاری نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی (الّا کمال) الفوائد الدراری فی ترجمۃ البخاری میں ہے کہ انھوں نے شادی بھی نہیں کی۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری کے تالیفات بہت ہیں جن میں سے سب سے اہم اور مشہور تالیف ان کی صحیح ہے جس کا پورا نام الجامع الصحیح المسند من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایامہ ہے۔

صحیح بخاری :-

امام بخاری ایک دن اپنے استاد اسحٰق بن راہویہ کی مجلس املار (درس) میں تھے کہ اُستاد نے شاگردوں سے کہا "کاش کوئی صحیح حدیثوں کو جمع کر دیتا" بخاری کے دل میں یہ بات لگ گئی، کچھ عرصہ بعد اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، امام بخاری حضور کو پنکھا جھل رہے ہیں. اور مکھیوں کو بھگا رہے ہیں۔" معبرین نے تعبیر دی کہ "تم احادیث نبویہ سے کذب کو دفع کروگے"

امام بخاری تالیفِ صحیح میں مشغول ہوگئے، چھ لاکھ حدیثوں کا سرمایہ سامنے رکھا، اور سولہ برس کی مدت میں تالیف سے فارغ ہوئے وہ بھی حرم نبوی میں بین المنبر والروضہ یا مسجد حرام میں بین المقام والکعبۃ، ہر حدیث کو لکھتے ہوئے غسل کرتے دو رکعت نفل پڑھتے، استخارہ کرتے اور پورے اہتمام اور کامل فکر و تنقیح کے بعد صحیح حدیث لکھتے. کتاب پوری ہوئی تو امام احمد حنبل، ابن معین اور ابن المدینی کے سامنے کتاب پیش کی، سبھوں نے تحسین کی اور صحتِ حدیث پر اتفاق کیا، البتہ چار حدیثوں پر گفتگو رہی. ابن حجر کہتے ہیں کہ ان میں بھی حق امام بخاری کی طرف ہے۔

مسند احادیث کے جمع کے بعد خیال ہوا کہ فوائد فقہیہ اور نکاتِ حکمیہ بھی لکھے جائیں تبویب کی، تراجم ابواب لکھے جو آپ اپنے نظیر ہیں۔ تبویب و تراجم کے لحاظ سے بعض حدیثوں کی تجزی کی اور متعدد

مقام پر ایک ہی حدیث کو باختلاف سند یا متن مکرر بھی لائے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسائل استنباط کئے جاسکیں، متون حدیث سے جو فوائد ان کی سمجھ میں آئے مختلف ابواب میں لکھے اور تراجم ابواب پر مسند حدیثوں سے استدلال کیا خواہ ان کی مطابقت تراجم سے بدلالۃ مطابقی ہو یا تضمنی یا التزامی یا کسی اور طریقہ سے ہو۔ تراجم میں حسب موقع قرآنی آیتیں بھی لکھیں۔ قرآنی غرائب کی تفسیر بھی کی، مسئلہ کی تائید میں معلقات، آثار صحابہ اور اقوال تابعین بھی لکھے مسائل کلامیہ اور مباحث اصولیہ پر بھی گفتگو کی۔ الغرض احادیث صحیحہ کے ساتھ ان کی کتاب علوم کثیرہ کا ذخیرہ بن گئی۔

امام بخاری کے قبل فقہاء محدثین وغیرہ اپنی اپنی تالیفات کی بنا بلحاظ مضامین صرف ابواب فقہیہ پر رکھتے یا رقاق یا عبادات یا غزوات یا طب یا عقائد وغیرہ یا ان میں سے چند باتیں جمع کرتے، صحیح بخاری سب سے پہلی کتاب ہے جو باوجود التزام صحت اور تشدد شرائط کے تمام فنون اسلامیہ کی جامع ہے۔ جامعیت کی حالت یہ ہے کہ بدء وحی اور کیفیتِ وحی سے لے کر جس سے اسلام کی بنیاد قائم ہوتی ہے عقائد، عبادات، معاملات، سیر، بدء العالم، غزوات، تفسیر، فضائل، طب، آداب، رقاق اور توحید وغیرہ ۴۵ فنون کی جامع کتاب ہے۔ ملکی اور سیاسی قوانین کے علاوہ روزمرہ کے جزئی معاملات بھی دلائل ظاہرہ سے استنباط کئے ہیں۔

صحیح بخاری کی زبان نہایت نفیس ہے علامہ رضی شیعی مشہور نحوی

(م ۲۵۶ھ) کہتے ہیں کہ عربیت سیکھنی ہو تو قرآن حکیم پھر صحیح بخاری اور ہدایہ پڑھے۔

صحیح بخاری میں اعلیٰ سندیں ثلاثیات ہیں جن میں صرف تین واسطے ہوتے ہیں، ان کی تعداد ۲۲ ہے اور انزل سندیں تسعیات ہیں جن میں نو واسطے ہوتے ہیں امام بخاری نے ۲۲ مقام پر "بعض الناس" کی تردید کی ہے، اس میں ہر جگہ ایک ہی شخص مراد نہیں بلکہ مختلف لوگ مراد ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری کے کتب کی تعداد ۹۸ ہے، ابواب کی تعداد ۳۴۵۰ مکررات کے ساتھ جملہ احادیث مسندہ کی تعداد حافظ ابن حجرؒ کے شمار کے مطابق ۷۳۹۷ ہے، اور حذفِ مکررات کے بعد ۲۴۶۰ ہیں۔ معلقات کی تعداد ۱۳۴۱ ہے جن میں سوی ۱۶۰ کے باقی معلقات صحیح کی دوسری جگہوں میں بطریق مسند مذکور ہیں، اور ۱۶۰ حدیثوں کی بھی بطور مسند تخریج حافظ ابن حجر نے دوسری کتابوں سے کی ہے، متابعات کی تعداد ۳۸۴ ہے۔

امام بخاری سے ان کی صحیح نوے ہزار آدمیوں نے سنی، مگر جن کی روایت پھیلی وہ تین ہیں۔ حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف فربری (م ۳۲۰ھ) حافظ ابراہیم بن معقل (م ۲۹۴ھ) حافظ حماد بن شاکر (م ۲۹۰ھ) اول الذکر سے روایت صحیح زیادہ پھیلی۔

صحیح بخاری کی شرحیں ساٹھ سے زیادہ ہیں جن میں فتح الباری للحافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) عمدۃ القاری للعینی (م ۸۵۵ھ) اور ارشاد الساری للقسطلانی (م ۹۲۳ھ) زیادہ مشہور ہیں۔ صحیح بخاری کے فارسی اور اردو

ترجمے بھی لکھے گئے۔ رجال پر بھی کتابیں تالیف کی گئیں۔ اس کی تلخیص و تجرید بھی ہوئی۔ اس پر تنقید بھی کی گئی۔ الغرض ہر جہت سے صحیح بخاری کی اتنی خدمت ہوئی ہے کہ قرآن حکیم کے بعد کسی کتاب پر اتنی کتابیں نہیں لکھی گئیں جس قدر صحیح بخاری پر لکھی گئیں۔ جمہور محدثین کے نزدیک اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری ہے۔
صحیح بخاری پر مولانا احمد علی صاحب کا حاشیہ نہایت نفیس ہے۔

امام مسلمؒ:-

مسلم نام، ابوالحسن کنیت عساکرالدین لقب مسلم بن الحجاج بن ورد بن کوشاد القشیری من بنی ہوازن نسب۔ نیشاپور وطن۔ ولادت ۲۰۴ھ میں اُس دن ہوئی جس دن امام شافعی کی وفات ہوئی۔ ۱۰ برس کی عمر سے سماع حدیث شروع کی۔ عراق، حجاز، شام، مصر اور بغداد تحصیلِ علم و طلبِ حدیث کے لئے گئے۔ ان کے مشہور اساتذہ امام احمدؒ اسحٰق بن راہویہ قعنبی، یحیٰی بن یحیٰی، سعید بن منصور، ذہلی اور بخاری وغیرہ ہیں۔ ابو حاتم رازی، ترمذی، ابن خزیمہ اور ابو عوانہ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ امام مسلم حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے، املا اور مذاکرہ حدیث کی مجلس منعقد کرتے تھے۔

امام مسلم کبار حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ محمد بن بشار بندار کا قول ہے کہ حفاظِ حدیث چار ہیں، بخاری، مسلم، دارمی، اور ابو زرعہ۔

امام مسلم کا اخلاقی پایہ بہت بلند تھا۔ عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔

امام مسلم بعد تحصیل ساری عمر خدمت حدیث میں لگے رہے، بالآخر ۲۵ رجب اتوار کی شام کو ۲۶۱ھ بعمر ۵۵ سال وفات پائی۔ اور اپنے وطن نیشاپور میں مدفون ہوئے۔

امام مسلم صاحب تصانیف کثیرہ ہیں ان کی سب سے اہم اور مشہور تالیف صحیح ہے۔

صحیح مسلم :-

امام مسلم نے تین لاکھ حدیثوں سے پندرہ برس میں انتخاب کرکے صحیح حدیثوں کا یہ مجموعہ تالیف کیا۔ ابوزرعہ رازی سے بھی انتخاب میں مشورہ لیا۔ ابو علی نیساپوری صحیح مسلم کو تمام مؤلفات حدیث پر ترجیح دیتے ہیں، اور یہ واقعہ ہے کہ صحتِ اسانید کے ساتھ سرد احادیث، حسنِ سیاق، جودتِ وضع کے اعتبار سے یہ کتاب بے نظیر ہے۔ مثلاً اخبار و تحدیث کا فرق کرتے ہیں، پہلے مجمل، مشکل، منسوخ، معنعن، اور مبہم کو بالا سانید بیان کرتے ہیں، پھر ساتھ ہی مبین، ناسخ، مصرح، معین، اور منسوب کو ذکر کرتے ہیں، ہر حدیث کے الفاظ اپنے اصلی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اختلافِ اسناد کے ساتھ اختلافِ لفظ کو بھی بتلاتے ہیں۔ ہر باب کی حدیثوں کے لئے ایک ہی محل منتخب کرتے ہیں جس سے مطالعہ آسان ہوتا ہے اور تلاش میں دشواری نہیں ہوتی ہے، مختلف مقام پر حدیث کے تکرار اور تجزی کی وجہ سے اس کتاب میں وہ تعقید نہیں جو صحیح بخاری میں ہے یہاں ایک ہی جگہ ایک مضمون کے صحیح احادیث کا ذخیرہ باختلاف

سند و متن سامنے آجاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

امام مسلمؒ نے صحیح کے قبل ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں وجہِ تالیف کے علاوہ فنِ روایت کے متعلق بہت سے فوائد بتائے ہیں۔ امام مسلم نے مقدمہ میں رواۃ کے تین طبقے قرار دیئے ہیں، ما رواہ الحفاظ المتقنون، ما رواہ المستورون والمتوسطون اور ما رواہ الضعفاء۔ امام نے اپنی صحیح میں پہلے طبقہ کی حدیثوں کو بیان کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ دوسرے طبقہ کی حدیثوں کو بھی بطریقِ متابعت ذکر کیا ہے۔ تیسرے طبقے کی حدیثوں سے بالکلیہ اجتناب برتا۔

صحیح مسلم میں ثلاثیات نہیں ہیں، رباعیات ۸۰ سے زائد ہیں، جملہ حدیثیں مع مکررات ۱۵۱۷ ہیں مکررات کے حذف کے بعد چار ہزار حدیثیں ہیں۔ صحیح مسلم میں تعلیقات صرف دو ہیں اگرچہ بظاہر چودہ نظر آتے ہیں مگر بارہ حدیثیں دوسری جگہ موصول ہیں۔

تراجم ابواب خود امام مسلم نے نہیں قائم کئے، دوسروں نے بطور حاشیہ قائم کردیئے ہیں، متداول نسخوں میں امام نووی کے قائم کردہ تراجم ہیں۔

صحیح مسلم کے دو راوی ہیں، ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد نیشاپوری، اور ابو محمد احمد بن علی قلانسی اول الذکر کی روایت علاقۃ البلاد میں مروج ہے۔

صحیح مسلم کے بھی کئی شروحات ہیں جن میں امام نووی، ابی اور سنوسی کی شرحیں متداول ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی شرح

فتح الملہم بھی مشہور ہے۔ علمار آستنبول نے اس پر عمدہ حواشی لکھے،
صحیح بخاری کی طرح صحیح مسلم کی بھی بڑی کافی خدمت ہوئی۔ فارسی اردو
ترجمے بھی شائع ہوئے، جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری کے
بعد صحیح مسلم ہی کا درجہ ہے، اگرچہ قرطبی مساواۃ اور ابوعلی نیشاپوری
ارجحیت مسلم علی البخاری کے قائل ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صحتِ احادیث کے ساتھ سرد احادیث،
حسنِ سیاق، جودتِ وضع اور تحری فی الفاظ الروایۃ کی بنا پر مسلم کی صحیح
کو ترجیح ہے لیکن نفس صحتِ حدیث کی قوت اور احتیاط وتحری کے
لحاظ سے بخاری ہی کو ترجیح ہے اور مقابلہ میں اسی کے ملاحظے کی
ضرورت ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مشاہیر محدثین کے رواۃ کے
پانچ درجے ہیں۔

کثیر[۱] الضبط و الاتقان وکثیر الملازمۃ۔ کثیر[۲] الضبط و الاتقان وقلیل
الملازمۃ۔ قلیل[۳] الضبط والاتقان وکثیر الملازمۃ۔ قلیل[۴] الضبط و الاتقان
وقلیل الملازمۃ۔ قلیل[۵] الضبط و الاتقان وقلیل الملازمۃ مع دیگر غوائل
جرح۔

(۱) امام بخاری نے درجۂ اول کو لیا دوسرے سے انتخاب کیا،
تیسرے سے محترز رہے، مسلم نے پہلے اور دوسرے کو لیا، تیسرے سے
انتخاب کیا۔

(۲) امام بخاری معنعن میں لقار شرط کرتے ہیں مسلم معاصرت کو
کافی سمجھتے ہیں

(۳) صحیح بخاری کے متفرد راوی ۴۸۳ ہیں اور متکلم فیہ رواۃ ۸۰ ہیں

اور صحیح مسلم کے منفرد راوی ۶۲۵ ہیں اور متکلم فیہ رواۃ ۱۶۰ ہیں۔

(۴) صحیحین کی ۲۱۰ حدیثوں پر علماء نے تنقید کی ہے جن میں سے ۷۸، صحیح بخاری کی خاص ہیں، اور ۱۱۰ صحیح مسلم کی اور ۳۲ دونوں میں مشترک ہیں

(۵) صحیح بخاری کے متکلم فیہ رواۃ اکثر بخاری کے شیوخ اور مشائخ ہیں جن کے حالات سے وہ واقف تھے۔ صحیح مسلم کے متکلم فیہ رواۃ اکثر بالائی طبقہ کے ہیں۔

غرض ان امور کو دیکھتے ہوئے کہ امام بخاریؒ نے انتخاب احادیث میں کس قدر احتیاط وتحری کی۔ یہی کہا جائے گا کہ بعد کتاب اللہ صحیح بخاری ہی کا درجہ ہے اس کے بعد صحیح مسلم کا مرتبہ ہے واللہ اعلم۔

صحیحین کی حدیثوں پر بعض علماء نے تنقیدی رسائل لکھے جن میں دارقطنی کا رسالہ الاستدراک والتتبع زیادہ مشہور ہیں۔ ابومسعود دمشقی نے بھی تنقیدی کتاب لکھی۔ ابوعلی غسانی نے تقییدالمہمل فی جزء العلل میں دونوں کی حدیثوں پر تنقید کی۔ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں سب کے جواب دیئے۔

امام نسائیؒ:۔

احمد نام ابوعبدالرحمٰن کنیت احمد بن علی بن شعیب نسب۔ علاقہ خراسان میں نسا وطن۔ ۲۱۵ھ میں ولادت ہوئی۔ ۱۵ سال کی عمر میں قتیبہ بن سعید بلخی کے یہاں طلب حدیث کے لئے پہونچے پھر اسحٰق بن راہویہ۔ علی بن خشرم اور ابوداؤد وغیرہ کبار محدثین سے

حدیث سنی امام احمدؒ سے ملاقات کی، طلب حدیث کے لئے اپنے وطن کے علاوہ حجاز، عراق، مصر، شام، اور جزائر گئے، آخر میں مصر کو وطن بنایا، امام حدیث، حافظ و حجت بنے، بڑے عابد و مرتاض تھے، بقول علی بن عمیر مصر میں اپنے زمانہ میں سب سے افقہ، حدیث کے ماہر اور صحیح وسقیم احادیث کے جاننے والے تھے، روایت میں بڑے محتاط تھے۔ ابو لبشر دولابی، ابن السنی اور ابو جعفر طحاوی وغیرہ نے ان سے روایت کی۔ آخر عمر میں امام نسائی حج کے ارادے سے نکلے۔ دمشق پہونچے وہاں انھوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بنی امیہ کی سابق حکومت کے اثر اور خارجیوں کی وجہ سے حضرت علیؓ سے منحرف ہیں تو مناقب علیؓ میں ایک حدیث کی کتاب جمع کی، اور جامع دمشق میں سنائی، کچھ لوگوں نے امیر معاویہ کے مناقب بیان کرنے کے لئے کہا۔ انھوں نے کہا ان کی منقبت میں مجھکو حدیث معلوم نہیں، صرف ایک مرفوع روایت ہے لا اشبع اللہ بطنہ یہ سنا تھا کہ کچھ مخالفین حملہ کر بیٹھے، امام نسائی سخت مجروح ہوئے ان کے ساتھی انھیں لئے ہوئے مکہ شریف روانہ ہوئے وہاں پہونچتے ہی دوشنبہ ۱۳ صفر یا شعبان ۳۰۳ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور بین الصفا والمروہ مدفون ہوئے۔

امام نسائی نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں سب سے مشہور ان کی سنن ہے۔

سنن نسائی (المجتبیٰ)

امام نسائی نے حدیث کی ایک بڑی کتاب السنن الکبریٰ

تالیف کی اور شرط صرف یہ رکھی کہ ہر اُس شخص کی حدیث لکھیں گے جس کے ترک پر اجماع و اتفاق نہ ہو۔ امیر رملہ کو جب یہ کتاب ملی تو امام نسائیؒ سے پوچھا" کیا اس کتاب کی تمام حدیثیں صحیح ہیں؟" جواب دیا "صحیح، حسن، اور اس کے مقارب سب قسم کی حدیثیں ہیں" عرض کیا، صرف اس کی صحیح حدیثیں جمع کردیجئے، تو امام نے کبریٰ سے سنن صغریٰ کا انتخاب کیا اور اس کا نام مجتبیٰ (چنا ہوا) یا مجتبیٰ (پسندیدہ) رکھا اور سنن کبریٰ سے ان تمام حدیثوں کو چھانٹ دیا جس میں کوئی علت ہے اور یہ تصریح کردی المنتخب المسمی بالمجتنی کله صحیح

احمد رملی کا بیان ہے کہ نسائی نے کہا" میں انتخاب کرتے ہوئے ہر حدیث کے لئے استخارہ کرتا تھا، شبہ ہوتے ہی چھوڑ دیتا تھا۔

مجتبیٰ میں تین طرح کی حدیثیں ہیں۔ ایک وہ جو صحیحین میں موجود ہیں، دوسری وہ جو ان دونوں کی شرط کے مطابق ہیں۔ تیسری قسم میں وہ حدیثیں آتی ہیں کہ جو محض شروط نسائی کے مطابق ہیں۔ کچھ حدیثیں مجتبیٰ میں معلول اور منقطع بھی نظر آتی ہیں۔ بعض کی علت خود کتاب میں مذکور ہے میرے خیال میں یہ ایزاد ابن السنی راوی مجتبیٰ کی ہے کیونکہ وہ انتخاب میں شریک کار تھے۔ ملاحظہ ہو صلاۃ الخوف اور النضح من الطہارۃ میں ابن السنی کی خود تصریح والعلم عنداللہ۔

امام نسائی کی کتاب مجتبیٰ سرد احادیث وحسن سیاق کے اعتبار سے خصوصیت صحیح مسلم کی حامل ہے اور تبویب و استنباط مسائل کے لحاظ سے صحیح بخاری کے خصوصیات اس میں موجود ہیں۔

گویا جامع بین طریقتی البخاری ومسلم ہے ، اس کے ساتھ بیان علل کے فوائد الگ ہیں، اس ہئیت کذائی کے ساتھ صحیحین کے علاوہ دوسری کتب حدیث کو سامنے رکھا جائے تو بہت کم ضعیف حدیثیں اور مجروح رجال مجتبیٰ میں ملیں گے۔

مجتبیٰ میں ۵۱ کتب اور ۱۷۴۴ ابواب ہیں ، حدیثوں کی تعداد ۵۷۴۴ ہے ۔ امام نسائی سے مجتبیٰ روایت کرنے والے متعدد ہیں مگر عام طور پر ابن السنی کی روایت مشہور ومتداول ہے ۔

مجتبیٰ کی شرح سراج الدین بن الملقن نے کی مجتبیٰ پر سندی اور سیوطی کے حواشی ہیں ، اس کا اُردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۔

امام ابوداؤد :۔

سلیمان نام ابوداؤد کنیت سلیمان بن اشعث بن اسحٰق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران نسب ، الازدی السجستانی نسبت سیستان نزد قندھار وطن ، ولادت ۲۰۲ھ میں ہوئی

طلب حدیث میں ابوداؤد مختلف بلاد گئے عراق ، خراسان ، شام ، حجاز ، مصر ، اور جزیرہ کے محدثین سے حدیثیں سنیں امام بخاریؒ کے معاصر تھے ان کے مشہور اساتذہ احمد بن حنبل ، ابن معین ، عثمان بن ابی شیبہ ، قتیبہ ، قعنبی ، اور طیالسی ، وغیرہ ہیں ۔ امام ابوداؤد نے اپنے اساتذہ سے پانچ لاکھ حدیثیں لکھیں ، ترمذی ، نسائیؒ ، احمد بن خلال وغیرہ نے ابوداؤد سے حدیثیں سنیں ، ان کے بیٹے عبداللہ ، لولوی ، ابن الاعرابی ، اور ابن داسہ مشہور شاگرد ہیں ۔

Screenshot saved

امام ابوداؤد بڑے درجے کے حافظِ حدیث، ماہرِ علل اور فقیہ تھے، عبادت اور صلاح و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ متعدد بار بغداد آئے بصرے میں مقیم ہوگئے وہیں جمعہ کے دن ۱۵ شوال ۲۷۵ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

اُن کی مشہور کتابیں سنن و مراسیل ہیں۔

سنن ابی داؤد:۔

سنن یعنی علی ترتیب الفقہ احکام کے حدیثوں کی جامع ترین کتاب سنن ابی داؤد ہے۔ پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے امام ابوداؤد نے یہ سنن تالیف کی، اس میں صحیح، حسن، لین اور صالح للعمل حدیثوں کو جمع کیا۔ شرط یہ رکھی کہ اس حدیث کو نہ لکھیں گے جس کے ترک پر تمام آئمہ کا اتفاق ہو لیکن جس کے ترک پر اتفاق نہ ہو، ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا اس پر عمل ہو اس کو لکھیں گے چنانچہ رفع یدین اور عدم رفع یدین، آمین بالجہر اور آمین بالسر، قرأۃ خلف الامام سب طرح کی حدیثیں اس میں ملیں گی۔ امام ابوداؤد نے اس امر کا بھی التزام کیا کہ جو حدیث اُن کے نزدیک معلول ہو اُس کی علت بیان کردیں۔ حدیث سے کوئی مسئلہ مستنبط ہو تو اس کو ترجمۃ الباب میں ذکر کریں۔ غرض یہ کتاب مآخذِ احکام اور مواقع فقہ کی حامل ہے ابوداؤد کی مسکوت عنہ حدیثیں عندالمحدثین مقبول ہیں، ترتیب بھی بہت عمدہ رکھی، حدیثیں طویل نہیں، حسب ضرورت اختصار کے ساتھ حدیثیں جمع کیں، تالیف سے فارغ ہوکر امام احمدؒ کے سامنے

پیش کیں، انھوں نے بہت پسند کیا۔ امام غزالی لکھتے ہیں کہ "مجتہد کے لئے ان کی کتاب کافی ہے۔" مقبولیت کا یہ عالم کہ یہ کتاب تمام فرق علماء و فقہاء کے لئے بمنزلۂ حکم کے ہے ہر فریق نے اس کو قبول کیا۔

سنن ابی داؤد میں کوئی حدیث پانچ واسطوں سے کم نہیں بجز ایک حدیث کے کہ اس میں چار واسطے ہیں، سنن کے کتب چالیس ہیں، اس میں ۴۸۰۰ حدیثیں ہیں جن میں ۶۰۰ مراسیل ہیں۔

سنن ابی داؤد چار روایتوں سے مشہور ہے۔

(۱) روایت ابن داسہ عن ابی داؤد۔ یہ اکمل ترین روایت ہے مغرب میں اس کا رواج ہے۔

(۲) روایت ابی علی اللولوی۔ یہ اشہر و اصح روایت ہے، مشرق میں مروج ہے۔

(۳) روایت ابی سعید ابن الاعرابی۔ اس روایت میں کچھ نقص ہے۔

(۴) روایت ابی عیسٰی اسحٰق الرملی وارق ابی داؤد۔ یہ روایت ابن داسہ کی روایت کے قریب ہے۔

سنن ابی داؤد پر بہت سی شرحیں ہیں جن میں معالم السنن للخطابیؒ، غایۃ المقصود للشیخ شمس الحقؒ، عون المعبود للشیخ اشرف علیؒ عظیم آبادی، اور بذل المجہود للشیخ خلیل احمدؒ زیادہ مشہور ہیں۔ سنن ابوداؤد کی تلخیص منذری نے کی۔ سنن پر متعدد حواشی لکھے گئے رجال پر بھی کام ہوا۔ فقیر مؤلف عمیم الاحسان نے سنن پر مقدمہ لکھا جو مطبوع ہوچکا ہے۔ سنن کے اردو ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ ابوداؤد کی مراسیل بھی فقیر مؤلف کے مقدمہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

امام ترمذی :-

محمد نام ابو عیسیٰ کنیت محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک نسب السلمی البوغی الترمذی نسبت. مشہور حافظ و حجت علم الحدیث میں مقتدا اور مسلّم امام۔ ان کے بزرگ مرد کے رہنے والے تھے، دادا بلخ کے علاقہ ترمذ میں بس گئے۔

امام ترمذی کی ولادت ۲۰۹ھ میں ہوئی۔ طلبِ حدیث میں مختلف ممالک کی سیر کی۔ بصرہ، کوفہ، واسط، رے، خراسان، اور حجاز میں طلبِ حدیث کے لئے گئے، اکابر محدثین سے حدیث سُنی۔ قتیبہ، ابو مصعب، اسمٰعیل بن موسیٰ، اور امام بخاریؒ، ان کے مشہور اساتذہ ہیں، ترمذی سے جماعت کثیر نے روایت کی، مثلاً ابو حامد مروزی، ہیثم بن کلیب الشاشی، محمد بن محبوب المروزی، اور حماد بن شاکر وغیرہ۔

امام ترمذی کی جلالت، وثاقت، حفظ و اتقان، اور رزانت پر محدثین کا اتفاق ہے۔ فقیہ تھے، حفظ میں بطور مثال پیش کئے جاتے تھے۔ نہایت متورع اور زاہد تھے۔

امام ترمذیؒ کا انتقال دوشنبہ کے دن ۱۳۔ رجب ۲۷۹ھ کو ترمذ سے ۶ فرسخ دور بوغ نامی گاؤں میں ہوا۔

امام ترمذی صاحبِ تالیفات کثیرہ ہیں، شمائل، اور جامع ترمذی ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

جامع ترمذی :-

امام بخاری کی جامع معرفت صحیح کی اصل ہے، اور ان کے تلمیذ امام ترمذی کی جامع معرفۃ حسن من الصحیح کی اصل ہے۔ جامع ترمذی جامعیت اور بیان صحت کے اعتبار سے طریقۂ بخاری کی حامل ہے۔ وضع اور ترتیب کے لحاظ سے صحیح مسلم کی نظیر ہے۔ احادیث احکام و مستدلات فقہاء کے بیان کے اعتبار سے سنن ابی داؤد کی ہمرنگ ہے۔ غرض تینوں کی خصوصیات کی حامل ہے۔ پھر مندرجہ ذیل خصوصیتوں کی بناء پر تمام کتب احادیث سے زیادہ مفید ہے:

(۱) جودتِ ترتیب و عدم تکرار و اختصارِ طرق۔

(۲) ذکرِ مذاہب فقہاء و وجوہِ استدلال۔

(۳) بیانِ انواعِ حدیث من الصحاح والحسان والضعاف والغرائب والعلل۔

(۴) بیان اسماء الرواۃ والقابہم وکناہم وغیر ذلک۔

امام ترمذی نے جب یہ کتاب لکھ کر علماء حجاز کے سامنے رکھی تحسین کی، علماء عراق کو دکھلائی پسندیدگی ظاہر کی، علماء خراسان کے سامنے پیش کی رضامندی ظاہر کی۔ شیخ الاسلام ہروی کہتے ہیں "فن حدیث کے اعتبار سے یہ کتاب صحیحین سے زیادہ مفید ہے۔" ابن العربی کہتے ہیں: ولیس فی قدر کتاب ابی عیسٰی مثلہ حلاوۃ مقطع و نفاسۃ منزع وعذوبۃ مشرع وفیہ اربعۃ عشر علما علی فوائد صنّف واسند و صحّح واسقم وعدّد الطرق وجرح وعدل

والسمي والكنى والوصل والقطع والواضح المعمول والمتروك وبين اختلاف العلماء في الرد والقبول وذكر اختلافهم في تاويله۔

امام ترمذی کی جامع معرفت حسن کے لئے اصل ہے، متقدمین صحیح وحسن میں فرق نہیں کرتے تھے۔ سب سے پہلے بخاری اور ابن المدینی نے اس کو واضح کیا اور ترمذی نے اس شعبے کو کمال تک پہونچایا۔

جامع ترمذی میں ٤٦ امہات ابواب وکتب ہیں، ٢١١٤ ابواب ہیں۔ حدیثوں کی تعداد ٣٨١٢ ہے مکررات کم ہیں جن کی تعداد ٨٣ ہے، صرف ١٠ ابواب مکرر ہیں اور صرف ایک ثلاثی ہے۔

جامع میں امام ترمذی کی شرط فقط یہ ہے کہ حدیث ایسی ہو جو کسی مجتہد کے یہاں معمول بہ ہو اگرچہ سند میں گفتگو ہو، اس لئے جامع ترمذی کی تقریبًا تمام حدیثیں معمول بہا ہیں۔ جامع ترمذی، سنن ترمذی کے نام سے بھی مشہور ہے۔

نسائی، ابوداؤد، اور ترمذی تینوں کی سنن میں کوئی حدیث موضوع نہیں، اگرچہ ابن جوزیؒ نے سنن نسائی کی ایک حدیث پر اور سنن ابی داؤد کی چار حدیثوں پر اور جامع ترمذی کی ٢٣ حدیثوں پر وضع کا حکم لگایا۔ لیکن یہ غلط ہے، حافظ ابن حجر نے القول الحسن فی الذب عن السنن میں ابن جوزی کی تردید کی ہے۔

جامع ترمذی میں بھی ضعیف حدیثیں ہیں، مگر خود ترمذی نے ان کے ضعف وعلت کو ظاہر کر دیا ہے۔ ترمذی کے جامع میں چند خاص اصطلاحی الفاظ ہیں اور ان کے چند مخصوص عادات ہیں جن کی تفصیل

فقیر کے مؤلفہ رسالہ "علم الحدیث کے مبادیات" میں دیکھئے۔

جامع ترمذی کے راوی چھ ہیں:۔

(۱) ابوالعباس بن محمد بن احمد بن محبوب۔

(۲) ابوسعید الہیثم بن کلیب شاشی۔

(۳) ابوذر محمد بن ابراہیم

(۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان۔

(۵) ابو حامد احمد بن عبد اللہ

(۶) ابوالحسن الواذری

ہند و پاک میں اول الذکر کی روایت زیادہ مروج ہے۔

جامع ترمذی کی شرحیں بہت ہیں۔ جن میں عارضۃ الاحوذی لابن العربی، اور تحفۃ الاحوذی للشیخ عبد الرحمٰن مبارکپوری زیادہ مشہور ہیں مولانا انور شاہ کشمیری کی تقریر العرف الشذی بھی متداول ہے۔ جامع ترمذی کے اردو ترجمے بھی ہوئے۔ حافظ ابن حجر نے اللباب مافی الباب لکھی جس میں جامع کے صحابہ کرام کی طرف مجمل محولہ احادیث کی تخریج کی ہے۔

امام ابن ماجہ :۔

محمد نام ابو عبد اللہ کنیت محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجۃ القزوینی نسب و نسبت قزوین (علاقۂ دیلم) وطن۔ ان کی ولادت ۲۰۹ھ میں ہوئی۔ طلب حدیث کے لئے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، شام، مصر، رے اور حجاز گئے۔ حدیثیں لکھیں فن کے امام اور مشہور

حافظ ہوئے۔ جبارہ بن المغلس اور ابراہیم بن المنذر وغیرہ سے حدیث سُنی، ان کے تلامذہ میں ابوالحسن قطان اور عیسیٰ بن ابہر وغیرہ مشہور ہیں۔

۲۲۔ رمضان ۲۷۳ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کی اہم ترین کتاب سنن ہے جو صحاح ستہ میں داخل ہے اور درس وتدریس میں متداول ہے۔

سنن ابن ماجہ:۔

ابن ماجہ کی سنن احکام میں جامع قسم کی کتاب کثیرالابواب و الغرائب ہے۔ اگرچہ اس میں احادیثِ صحیحہ بھی کافی ہیں۔ لیکن اس میں ضعاف ومناکیر بھی کافی ہیں۔ ذہبی کا بیان ہے کہ تیس حدیثیں اس میں ضعیف ہیں، لکھتے ہیں: سنن ابی عبد اللہ حسن لولا ماکدہ من احادیث داھیۃ لیست بالکثیرۃ لیکن مزی کا قول ہے، مھما انفرد بتخریجہ ضعیف، حافظ ابن حجر اس کی تاویل یوں کرتے ہیں "لکن حملہ علی الرجال اولی واما حملہ علی الاحادیث فلا یصح کما قدمت ذکرہ من وجود الاحادیث الصحاح و الحسان مما انفرد بہ الخمسہ" اور مزی کی تردید یوں کی: ولیس الامر کذلک علی اطلاقہ باستقرائی وفی الجملۃ ففیہ احادیث کثیرۃ منکرۃ۔ سیوطی کہتے ہیں تفرد ابن ماجہ باخراج احادیث عن رجال متھمین بالکذب وسرقۃ الاحادیث" الخ۔ ابن جوزی نے سنن ابن ماجہ کی سولہ حدیثوں کو موضوع لکھا جسکی حافظ ابن حجر نے تردید کی

لیکن قزوین کی فضیلت کی حدیث بالاتفاق موضوع ہے۔ اسی بنا پر متقدمین نے سنن ابن ماجہ کو صحاح میں شمار نہیں کیا، چنانچہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں بجائے ابن ماجہ کے موطا کی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے۔ بعضوں نے سادس سنن دارمی کو لکھا ہے۔ سب سے پہلے ابو الفضل بن طاہر مقدسی (م ۶۰۰ھ) نے اس کو اصول خمسہ کے ساتھ شامل کیا پھر مولفین اطراف نے اطراف لکھتے ہوئے اس کے اطراف بھی جمع کئے۔ بوصیری (م ۸۴۰ھ) نے تمام زوائد ابن ماجہ کے اسانید کی تنقیح کی ہے

سنن ابن ماجہ میں ۵ ثلاثیات ہیں ۳۲ کتب، ۱۵۰۰، ابواب اور ۴۳۳۸ حدیثیں ہیں۔ سنن کے مشہور راوی ابو الحسن القطان ہیں انھیں کی روایت رائج ہے۔

سنن ابن ماجہ کی شرح علاء الدین مغلطائی نے نہایت مبسوط لکھی، سیوطی، سندھی اور شاہ عبدالغنی صاحب نے حواشی لکھے۔ موطا اور صحاح ستہ میں سے ہر ایک کا ترجمہ اردو مولفہ مولوی وحید الزماں شائع ہو چکا ہے۔ حمیدیہ پریس دہلی نے بھی صحاح ستہ اور مشکوٰۃ کے اردو ترجمے الگ الگ شائع کئے۔

تیسرے دور میں ائمہ ستہ کے علاوہ چند مشاہیر محدثین

(۱) الدارمی ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن فضل السمرقندی ولادت ۱۸۱ھ وفات ۲۵۵ھ، صاحب السنن۔

(۲) الذہلی محمد بن یحیی الحافظ الجلیل (مد ۲۵۸ھ) ماہر زہریات استاد
بخاری و مسلم۔

(۳) ابو مسلم الکشی صاحب السنن (مد ۲۶۲ھ) ان کے سنن میں
ثلاثیات بہت ہیں۔

(۴) یعقوب بن شیبہ بن صامت صاحب المسند الکبیر (مد ۲۶۲ھ)

(۵) المزنی ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحیی صاحب امام الشافعی ناصر المذہب
کثیر التصانیف، ولادت ۱۷۵ھ وفات (۲۶۴ھ)

(۶) ابو حاتم رازی ولادت ۱۹۵ھ وفات ۲۷۷ھ فن جرح و تعدیل
کے امام طلب حدیث میں دو ہزار میل پیدل سفر کیا، صاحب
تصانیف کثیرہ

امام دارمی کی سنن کو مسند الدارمی کہتے ہیں اس میں ۳۵۵۷ حدیثیں
ہیں۔ بعضوں نے سنن ابن ماجہ کی جگہ اس کو صحاح ستہ
میں داخل کیا ہے، اس میں ضعیف حدیثیں بمقابلہ ابن ماجہ
کم ہیں۔ سنن دارمی میں مراسیل و منقطع روایتیں کافی ہیں۔

(۷) المقری ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی (مد ۲۸۱ھ) محدث اصفہان
مؤلف معجم کبیر

(۸) حارث بن اسامہ ابو محمد (مد ۲۸۲ھ) صاحب مسند۔

(۹) محمد بن محمد بن رجاء السندی (مد ۲۸۶ھ) صاحب الصحیح شاگرد
امام احمد

(۱۰) ابن ابی عاصم الظاہری الحافظ الکبیر (مد ۲۸۷ھ) قاضی اصفہان۔

(۱۱) عبد بن محمد بن اسلم امام جامع اصفہان (مد ۲۹۱ھ) صاحب مسند

(١٢) البزار ابوبکر احمد بن عمر بن عبدالخالق (م ٢٩٢ھ) مؤلف مسند بزار۔

(١٣) عبدان بن محمد بن عیسیٰ (م ٢٩٣ھ) مؤلف موطا وغیرہ۔

(١٤) ابن مندہ ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ (م ٣٠١ھ) مؤلف تاریخ اصبہان۔

(١٥) ابواسحٰق ابراہیم بن اسحٰق نیسابوری (م ٣٠٣ھ) ابن راہویہ کے شاگرد، مؤلف تفسیر کبیر وغیرہ۔

(١٦) ابو یعلی الموصلی احمد بن علی، صاحب یحییٰ بن معین، مؤلف مسند کبیر ومعجم، وفات ٣٠٧ھ۔

(١٧) ابن الجارود عبداللہ بن علی صاحب الصحیح المنتقی (م ٣٠٧ھ)

(١٨) ابن جریر الطبری ابو جعفر ولادت ٢٢٤ھ وفات ٣١٠ھ، محدث و مفسر، مؤلف تفسیر وتہذیب الآثار۔

(١٩) ابو بشر الدولابی محمد بن احمد (م ٣١٠ھ) صاحب الکنی۔

(٢٠) ابو حفص عمر بن محمد بن بجیر الہمدانی ولادت ٢٢٣ھ وفات ٣١١ھ محدث ماوراء النہر

(٢١) ابن خزیمہ ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق ولادت ٢٢٩ھ وفات ٣١١ھ صاحب صحیح ابن خزیمہ، ان کے ١٤٠ سے زیادہ تالیفات فن حدیث میں ہیں۔

(٢٢) ابو عوانہ یعقوب بن اسحٰق (م ٣١٦ھ) صاحب الصحیح۔

(٢٣) ابن ابی حاتم عبدالرحمٰن بن محمد (م ٣٢٧ھ) مؤلف مسند وکتاب الکنی والمراسیل وغیرہ۔

(٢٤) طحاوی ابو جعفر احمد بن محمد ناصر مذہب حنفیہ شاگرد مزنی، پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے، ولادت ٢٣٩ھ وفات ٣٢١ھ۔

امام طحاوی کی حدیث میں دو کتابیں مشہور اور اہم ہیں:-

(الف) شرح معانی الآثار- باہم متعارض احادیث متعلقہ احکام کے لکھنے کے بعد ان میں سے بطریقِ نظر کسی ایک کو اس کتاب میں ترجیح یا باہم تطبیق دی ہے۔ نہایت نفیس کتاب ہے اور اہل علم میں متداول ہے۔

(ب) شرح مشکل الآثار- عام متعارض احادیث کی تطبیق و ترجیح اور مشکل احادیث کی توجیہ و تشریح میں عمدہ کتاب ہے۔

(۲۵) ابو جعفر محمد بن ابی حاتم وراق (م ۳۳۰ھ)

(۲۶) حسین بن اسمٰعیل القاضی المحاملی (م ۳۳۰ھ) ان کے درس حدیث میں دس ہزار آدمی تک شریک ہوتے تھے۔

(۲۷) ابن ابی العوام السعدی (م ۳۳۵ھ) جامع مسند ابی حنیفہ

(۲۸) ابو محمد الحارثی (م ۳۴۰ھ) جامع مسند ابی حنیفہ

(۲۹) ابو القاسم بن اصبغ القرطبی (م ۳۴۰ھ) مولف کتاب الناسخ والمنسوخ

(۳۰) حافظ عبد الباقی (م ۳۵۱ھ) صاحبِ تصانیف کثیرہ۔

(۳۱) ابن السکن ابو علی سعید بن عثمان (م ۳۵۳ھ) صاحب الصحیح المنتقی

(۳۲) ابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان البستی صاحب الصحیح وفات ۳۵۴ھ

(۳۳) ابو علی اسمٰعیل بن قاسم (م ۳۵۶ھ) مؤلف غریب الحدیث و کتاب التاریخ

(۳۴) طبرانی ابو القاسم سلیمان بن احمد، ولادت ۲۶۰ھ وفات ۳۶۰ھ مؤلف معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر، ایک ہزار مشائخ سے حدیث سنی۔

(۳۵) ابن السنی ابو بکر محمد بن محمد دینوری (م ۳۶۴ھ) مؤلف عمل الیوم واللیلۃ و راوی سنن نسائی۔

(۳۶) ابن عدی ابو احمد عبداللہ ولادت ۲۷۷ھ وفات ۳۶۵ھ مؤلف الکامل

(۳۷) ابوبکر الجصاص الرازی صاحب احکام القرآن، وفات ۳۷۰ھ۔

(۳۸) ابونصر کلاباذی (م ۳۷۸ھ) صاحب رجال بخاری

(۳۹) ابن شاہین ابو حفص عمر بن احمد، صاحب مسند و معجم والترغیب وفات ۳۸۵ھ

(۴۰) خطابی ابو سلیمان احمد (م ۳۸۸ھ) صاحب معالم السنن شرح ابی داؤد و اعلام السنن شرح بخاری، و اصلاح اغلاط المحدثین وغیرہ۔

(۴۱) ابن مندہ ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق اصفہانی (م ۳۹۵ھ) مؤلف معرفۃ الصحابہ۔

(۴۲) محمد بن احمد غسانی ابن جمیع (م ۴۰۲ھ) صاحب معجم۔

(۴۳) حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم (م ۴۰۵ھ) دو ہزار مشائخ حدیث سے روایت کی، ان کی تالیف المستدرک علی الصحیحین مشہور و متداول کتاب ہے۔ اس میں اگرچہ صحاح کثیر ہیں مگر ضعاف بھی موجود بلکہ موضوع حدیثیں بھی ہیں جن کی حاکم نے تصحیح کی۔ اسی لئے مشہور ہے کہ حاکم تصحیح احادیث میں متساہل ہیں۔ جیسے ابن جوزی متشدد ہیں اور مستدرک میں حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہ کیا جائے جب تک کہ ذہبی کی رائے اس کے متعلق معلوم نہ ہو۔ ذہبی نے المستدرک کی تلخیص کی ہے اور ساتھ ہی احادیثِ حاکم کی تنقید بھی کی ہے۔

(۴۴) رامہرمزی ابو محمد حسن بن محمد (م ۳۶۰ھ) کثیر التصانیف، اصولِ حدیث پر سب سے پہلی کتاب لکھی۔

(۴۵) ابو بکر احمد بن عبد الرحمٰن شیرازی (م ۴۱۱ھ) مؤلف القاب الرواۃ
(۴۶) ابو محمد عبد الغنی بن سعید الازدی، حافظ مصر ولادت ۳۳۲ھ
وفات ۴۰۹ھ صاحب آداب المحدثین وغیرہ
(۴۷) ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (م ۴۳۰ھ) کثیر التصانیف، مؤلف
حلیۃ الاولیاء و دلائل النبوۃ۔
(۴۸) الخلیلی القاضی ابو یعلی الخلیل بن عبد اللہ الحسنی (م ۴۴۶ھ)
مؤلف ارشاد فی معرفۃ المحدثین۔
(۴۹) شیخ اسمٰعیل لاہوری (م ۴۴۸ھ) عہد غزنوی میں ہندوستان
آئے "اول کسیے کہ علم حدیث بلاہور آوردہ"
(۵۰) ابن حزم ابو محمد علی بن الظاہری (م ۴۵۶ھ) مؤلف الفصل، المحلی،
الجامع فی الصحیح وغیرہ۔
(۵۱) البیہقی ابو بکر احمد بن حسین الشافعی (م ۴۵۸ھ) صاحب تالیفات
کثیرہ مؤلف السنن الکبریٰ و شعب الایمان و دلائل النبوۃ وغیرہ
(۵۲) الدار قطنی ابو الحسن علی بن عمر (م ۴۶۰ھ) صاحب السنن والعلل؛
معرفۃ علل کے آخری سب سے بڑے علامہ۔
(۵۳) الخطیب ابو بکر احمد بن علی البغدادی (م ۴۶۳ھ) مؤلف تاریخ
بغداد وغیرہ۔
(۵۴) ابن مندہ ابو القاسم عبد الرحمٰن (م ۴۷۰ھ) محدث اصفہان
جلیل الشان۔
(۵۵) الزنجانی سعد بن علی بن محمد (م ۴۷۱ھ) صاحب مسند۔
(۵۶) ابو عمر یوسف بن عبد البر (م ۴۶۳ھ) مؤلف الاستیعاب و

کتاب العلم وغیرہ۔

(۵۷) ابو الولید الباجی سلیمان بن خلف (مد ۴۷۴ھ) مؤلف کتاب المنتقی وکتاب التعدیل والتجریح فیمن روی عنہ فی الصحیح۔

(۵۸) الحمیدی ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر (مد ۴۸۸ھ) صاحب الجمع بین الصحیحین۔

(۵۹) حکیم ترمذی ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن (مد ۵۰۵ھ) صاحب نوادر الاصول۔

(۶۰) ابو محمد الحسن بن احمد السمرقندی الحافظ الحنفی (مد ۴۹۱ھ) مؤلف بحر الاسانید۔ مفتاح السنۃ میں اس کتاب کے متعلق لکھا ہے:
جمع فیہ مائۃ الف حدیث رتبہ وھذبہ ویقال انہ لم یقع فی الاسلام مثلہ۔

چوتھا دور

ترتیب و تہذیب، اختصار و شرح حدیث کا زمانہ، یہ زمانہ چھٹی صدی سے شروع ہوکر اب تک موجود ہے۔

پانچویں صدی تک جمع اور نقدِ احادیث کا کام مکمل ہوگیا تمام حدیثیں خواہ صحیح ہوں یا سقیم اسانید کے ساتھ کتابوں میں جمع کردی گئیں، اسماء رجال کے ضبط و تحریر کا کام اپنے کمال کو پہونچ گیا۔ احادیث کی صحت و سقم کے ضوابط مکمل ہوچکے۔ دوسرے فنون و علوم متعلقہ علم حدیث کی تکمیل ہوچکی اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی کہ لوگ حدیث پر مستقل کتابیں لکھیں۔ اس لئے کہ جمع احادیث کا کام فی الحقیقت اب ختم ہوگیا چنانچہ اس کے بعد اسانید کے ساتھ حدیث کی چند ہی کتابیں لکھی گئیں۔

عہد نبوی کو گذرے پانچ سو سال کا عرصہ تقریباً گذر چکا تھا اتنی طویل مدت کے لئے مخصوص اسانید کا ضبط بھی مشکل ہوگیا۔ کتابوں میں جمع و تدوینِ احادیث کے بعد ضرورت بھی نہیں رہی اس لئے چھٹی صدی ہجری سے ترتیب و تہذیب اور شرح و اختصار کتب حدیث کا کام وسیع پیمانے پر ہونے لگا۔ اسانید لکھنے کے بجائے

متن حدیث کے بعد صرف کتابوں کا حوالہ خواہ صراحۃً ہو یا اشاروں سے دیدینا یا زیادہ سے زیادہ صحت وضعف کے اعتبار سے سند کی حالت بتادینا کافی سمجھا گیا۔ کتب حدیث کا اختصار کیا گیا، اصل کتابوں کی شرحیں لکھی گئیں، مختلف کتابوں کی حدیثیں بحذف اسانید جمع کی گئیں، اگرچہ اس کی داغ بیل چوتھی پانچویں صدی میں پڑ چکی تھی۔

شرحات ومختصرات کی طرف کتب ستہ کے ذکر میں اجمالاً اشارہ گذر چکا ہے۔ تفصیل کشف الظنون، اتحاف النبلاء، تاریخ السنۃ، اور علم الحدیث کے مبادیات وغیرہ میں دیکھئے، یہاں مختلف انواع کے مجموعوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جمع بین الصحیحین

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں کو بہت سے لوگوں نے جمع کیا جن میں چند مشاہیر یہ ہیں۔

محمد بن عبداللہ الجوزقی (م ۳۸۸ھ)۔
اسمٰعیل بن احمد المعروف بابن الفرات (م ۴۱۴ھ)
احمد الخوارزمی البرقانی (م ۴۲۵ھ)
محمد بن ابی نصر الحمیدی (م ۴۸۸ھ)
حسین بن مسعود البغوی (۵۱۶ھ)
محمد بن عبدالحق الاشبیلی (۵۸۲ھ)
احمد بن محمد القرطبی ابن ابی الحجۃ (م ۶۴۲ھ) وغیرہ

مشارق الانوار مؤلفۂ شیخ حسن صغانی لاہوری (م ۶۵۰ھ) اس سلسلے کی نہایت اہم کتاب ہے احادیث صحیحین اور دوسری صحاح کو جمع کیا۔ صدیوں تک یہ کتاب ہندوستان میں داخلِ درس رہی اس کے متعدد شروح ہیں۔

الجمع بین الکتب الستۃ :۔

(موطا، صحیحین، سنن نسائی ابوداؤد اور ترمذی ان) کتب ستہ کی حدیثوں کے جمع کا کام سب سے پہلے ابوالحسن احمد بن رزین ابن معاویۃ العبدری السرقسطی (م ۵۳۵ھ) نے کیا مگر اس کی ترتیب و تہذیب بہتر نہیں تھی۔ بہت سی اپنی روایتیں بھی ان میں اضافہ کردیں۔ رزیں کے بعد ابوالسعادات مبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری (م ۶۰۶ھ) نے جامع الاصول میں نہایت عمدگی کے ساتھ کتب بالا کی حدیثیں جمع کیں، عبدالرحمٰن بن علی المعروف بابن الدیبع الشیبانی (م ۹۴۴ھ) نے اس کی تلخیص کی اور تیسیر الوصول الی جامع الاصول نام رکھا۔ محمد مروزی (م ۶۸۲ھ) اور ہبۃ اللہ الحموی (م ۷۱۰ھ) نے بھی جامع الاصول کی تلخیص لکھی۔ کتب ستہ کی حدیثوں کو عبدالحق بن عبدالرحمٰن الاشبیلی ابن الخراط (م ۵۸۲ھ) اور قطب الدین محمد المکی (م ۹۹۰ھ) وغیرہ نے بھی جمع کیا۔

عام جوامع :۔

اس سلسلے میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں، جن میں سے چند مشہور کتابیں یہ ہیں :۔

(۱) جامع المسانید و الالقاب مؤلفہٗ ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی (مد ۵۹۷ھ)، یہ صحیحین، مسند احمد اور جامع ترمذی کی حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

(۲) جامع المسانید مؤلفہٗ حافظ اسمٰعیل بن کثیر (مد ۷۷۴ھ) صحیحین، سنن اربعہ اور مسانید احمد و بزار و معاجم طبرانی کی حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

(۳) مجمع الزوائد مؤلفہٗ ابوالحسن نورالدین الہیثمی (مد ۸۰۷ھ)، مؤلف نے مسانید احمد و ابی یعلی و بزار اور معاجم ثلثہ طبرانی سے جامع الاصول پر زوائد جمع کئے، ہر حدیث کی سند پر گفتگو کی۔ دس جلدوں میں یہ کتاب چھپ چکی ہے۔

(۴) جمع الفوائد مؤلفہ محمد بن سلیمان الفاسی (مد ۱۰۹۴ھ) مؤلف نے جامع الاُصول اور مجمع الزوائد کی حدیثوں کو باضافۂ احادیثِ سنن ابن ماجہ و سنن الدارمی جمع کیا، گویا یہ کتاب چودہ کتابوں کا مجموعہ ہے، نہایت عمدہ کتاب ہے چھپ چکی ہے۔

(۵) مصابیح السنۃ للامام حسین بن مسعود البغوی (مد ۵۱۶ھ) مؤلف نے صحاح ستہ کی حدیثوں کو جمع کیا مگر تعیین کتب اور تعیین صحابہ نہیں کی دو فصل ہر باب میں قائم کئے فصلِ اول میں بعنوان صحاح حدیثیں لکھیں اور فصل دوم میں بعنوان حسان۔ اس کتاب میں ۴۴۸۴ حدیثیں ہیں یہ کتاب چھپ چکی ہے عرصہ تک نصاب میں بھی داخل تھی۔

Screenshot saved

(٦) مشکوٰۃ المصابیح لمحمد بن عبداللہ الخطیب (م فی حدود ٧٣٧ھ)
یہ کتاب مصابیح السنۃ کی تہذیب و تذییل ہے، صحابہ اور مخرج کے نام ہر حدیث میں لکھے۔ تیسری فصل مزید حدیثوں کے لئے خود مصنف نے قائم کی، نہایت نفیس ومفید کتاب ہے۔ عرصہ سے داخل درس ہے۔ اس کی بہت سی شرحیں ہیں۔ ان میں سے طیبی کی شرح، ملا علی قاری کی مرقاۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اللمعات عربی اور اشعۃ اللمعات فارسی زیادہ مشہور شرحیں ہیں، اردو ترجمے ہوئے۔ نواب قطب الدین کی اردو شرح مظاہر حق مشہور ہے۔

(٧) جمع الجوامع للامام السیوطی۔ یہ حدیث کی ضخیم ترین کتاب ہے صدہا حدیث کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔ مصنف نے اس میں تمام حدیثوں کو جمع کرنا چاہا تھا مگر مکمل نہیں کر سکے۔ علماء مصر نے جمع الجوامع کی ذیل بنام الجامع الازہر لکھی۔ محدث شیخ علی متقی (م ٩٥٥ھ) نے جمع الجوامع کی تہذیب کی اور ترتیب دی۔ کنز العمال نام رکھا، یہ کتاب آٹھ جلدوں میں چھپی ہے۔

(٨) جامع صغیر للسیوطی، احادیث مختصرہ کا نہایت جامع مجموعہ مؤلف نے جمع الجوامع سے اس کا انتخاب کیا۔ جامع صغیر کی شرح عزیزی نے کی اس کا نام السراج المنیر ہے۔ مناوی کی بھی ایک شرح ہے۔

(۹) اتحاف الخیرۃ لاحمد البوصیری (م ۸۴۰ھ) مؤلف نے مسانید عشرہ یعنی طیالسی، حمیدی، مسدد، ابن ابی عمر، اسحٰق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع، عبدالحمید، حارث بن محمد اور ابویعلی موصلی کے مسانید سے صحاح ستہ پر زوائد حدیثیں جمع کیں

(۱۰) الترغیب والترہیب للشیخ عبدالعظیم المنذری (م ۶۵۶ھ) مختلف کتب احادیث سے ترغیب وترہیب کی حدیثوں کا عمدہ مجموعہ ہے۔

(۱۱) الحصن الحصین للشیخ شمس الدین الجزری (م ۸۳۳ھ) ماثور اذکار وادعیہ کی عمدہ اور جامع کتاب ہے۔ ملا علی قاری نے اس کی شرح لکھی اور مولانا عبدالحئی صاحب کا اس پر عمدہ حاشیہ ہے۔

(۱۲) ریاض الصالحین للامام یحیٰی بن شرف النووی (م ۶۷۶ھ) اخلاق کی حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ امام نووی نے صرف اذکار پر بھی ایک عمدہ مجموعہ لکھا جس کا نام کتاب الاذکار ہے۔ اس کی شرح ابن علانی (م ۱۰۵۷ھ) نے کی جو چھپ چکی ہے۔

جوامع احکام

احکام سے متعلق جمع شدہ کتابوں میں سے چند یہ ہیں:-

(۱) الاحکام الصغریٰ لابن الخراط ابی محمد عبدالحق الاشبیلی (م ۵۸۱ھ) مؤلف کی الاحکام الکبریٰ بھی ہے۔

(٢) عمدة الاحکام للحافظ عبد الغنی المقدسی (م ٦٠٠ھ) صحیحین سے احادیث
احکام کا منتخب مجموعہ۔ ابن دقیق العید نے اس کی شرح
بھی لکھی ہے۔

(٣) دلائل الاحکام لابن شداد الحلبی (م ٦٣٦ھ) احادیث لکھکر
ان سے فروعی احکام مؤلف نے استنباط کئے۔

(٤) منتقی الاخبار للحافظ مجد الدین ابن تیمیہ الحنبلی (م ٦٥٢ھ)
صحاح ستہ اور مسند احمد سے احادیث احکام کا مجموعہ قاضی
شوکانی قاضی یمن (م ١٢٥٠ھ) نے اس کی نہایت مبسوط اور
اچھی شرح لکھی جس کا نام نیل الاوطار ہے۔

(٥) الاحکام الکبری للشیخ محب الطبری (م ٦٩٤ھ) مؤلف کی احکام
وسطی اور احکام صغری دو کتابیں اور بھی ہیں

(٦) الالمام فی احادیث الاحکام لابن دقیق العید (م ٧٠٢ھ) مصنف
نے خود اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

(٧) الاحکام الصغری لعماد الدین ابن کثیر (م ٧٧٤ھ)

(٨) المحرر للشیخ عماد الدین بن قدامة الحنبلی (م ٧٤٤ھ) نہایت نفیس
کتاب ہے۔ چھپ چکی ہے۔

(٩) تقریب الاسانید لزین الدین العراقی (م ٨٠٦ھ) ابن المؤلف
ابو زرعة العراقی (م ٨٢٦ھ) نے اس کی شرح لکھی، اس کا نام
طرح التثریب ہے۔ آٹھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

(١٠) بلوغ المرام من ادلة الاحکام للحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی
الشافعی (م ٨٥٢ھ) معروف و متداول کتاب ہے۔ اس میں

۱۴۰۰ سو احکامی حدیثیں ہیں، اس کی متعدد شرحیں ہیں جن میں سبل السلام مؤلفہٗ اسمٰعیل الصغانی زیادہ مشہور ہے۔

(۱۱) آثار السنن مؤلفہٗ مولانا ظہیر احسن شوق نیموی (م ۱۳۲۹ھ) نہایت بہترین کتاب ہے ادلۂ حنفیہ کی خوب تنقیح کی گئی صرف کتاب الصلوٰۃ تک لکھی گئی اور طبع ہوئی۔

(۱۲) احیاء السنن اعلاء السنن۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) نے اپنی نگرانی میں مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی وغیرہ سے لکھوائی، احادیثِ مستدلہ حنفیہ کی توضیح و تنقیح اس کا موضوع ہے نہایت جامع اور مفید کتاب ہے، دس جلدیں چھپی ہیں۔

(۱۳) جامع رضوی مؤلفہٗ مولانا ظفر الدین صاحب رضوی۔ حنفیہ کے موید احادیث کا مجموعہ دو جلد

(۱۴) فقہ السنن والآثار تالیف فقیر سید محمد عمیم الاحسان مجددی برکتی پانچسو صفحات پر مشتمل ہے۔ فروع احکام کی حدیثوں کا مجموعہ اسانید کے حالات بھی بتائے گئے۔ احادیث مختلفہ کی توجیہ بھی بیان کی گئی ہے۔ عقائد اصول دین احسان ترغیب اور اذکار و ادعیہ کی بھی حدیثیں ہیں فالحمد للہ

چوتھے دور کے چند مشاہیر محدثین

(۱) بغوی الامام ابو محمد الحسین بن مسعود الشافعی (م ۵۱۶ھ) صاحب مصابیح و معجم و جمع بین الصحیحین و شرح السنۃ و تفسیر معالم

التنزیل وغیرہ

(۲) رزین ابوالحسین بن معاویۃ العبدی امام الحرمین (م ۵۳۵ھ)
مؤلف جمع بین الصحیحین والسنن۔

(۳) مازری ابوعبد اللہ محمد بن علی (م ۵۳۶ھ) مؤلف شرح مسلم وغیرہ۔

(۴) ابن العربی قاضی ابوبکر محمد بن عبد اللہ المالکی (م ۵۴۳ھ)
مؤلف احکام القرآن وعارضۃ الاحوذی شرح الترمذی۔

(۵) قاضی عیاض ابوالفضل بن عمرو بن موسی السبتی المالکی
(م ۵۴۴ھ) مؤلف الشفا ومشارق الانوار فی شرح غرائب
الصحیحین وغیرہ۔

(۶) فردوس دیلمی بن شہردار بن شیرویہ الہمانی (م ۵۵۸ھ) مؤلف
مسند فردوس، اس کتاب میں ضعاف بکثرت ہیں۔

(۷) ابن عساکر ابوالقاسم علی بن الحسن الشافعی (م ۵۷۱ھ) صاحب معجم
وتاریخ دمشق واربعین وموافقات وغیرہ۔

(۸) ابن جوزی ابوالفرج عبدالرحمن البغدادی الحنبلی (م ۵۹۷ھ)
مؤلف موضوعات وغیرہ۔

(۹) عبدالحق ابن الخراط الاشبیلی المالکی (م ۵۸۱ھ) صاحب الاحکام
وکتاب المعتل من الحدیث وغیرہ

(۱۰) السہیلی ابوالقاسم عبدالرحمن المالکی (م ۵۸۱ھ) مؤلف الروض
الانف شرح سیرت ابن ہشام

(۱۱) عبدالغنی المقدسی بن عبدالواحد الحنبلی (م ۶۰۰ھ) صاحب عمدہ
والکمال۔

(۱۲) ابن الاثیر مجد الدین مبارک بن عبد الکریم (مد ۶۰۶ھ) مولف جامع الاصول ونہایہ وغیرہ
(۱۳) ابن الاثیر عز الدین ابو الحسین علی بن محمد (مد ۶۳۰ھ) مؤلف الکامل و اسد الغابہ
(۱۴) ابن الصلاح تقی الدین بن عثمان الشافعی (مد ۶۴۳ھ) مؤلف مقدمہ
(۱۵) مجد الدین محمد بن محمود (مد ۶۴۳ھ) مؤلف کتاب انساب المحدثین۔
(۱۶) شیخ حسن صنعانی لاہوری الحنفی (مد ۶۵۰ھ) مؤلف مشارق الانوار وشرح بخاری وغیرہ
(۱۷) المنذری عبد العظیم بن عبد القوی (مد ۶۵۶ھ) مؤلف الترغیب والترہیب ومختصر ابی داؤد وغیرہ۔
(۱۸) ابن سید الناس ابو بکر محمد بن محمد (مد ۶۵۹ھ) صاحب عیون الاثر وشرح الترمذی
(۱۹) التورپشتی شہاب الدین فضل اللہ (مد ۶۶۰ھ) شارح مصابیح و مؤلف السیر وغیرہ
(۲۰) عز الدین بن عبد السلام شیخ الاسلام (مد ۶۶۰ھ)
(۲۱) النووی محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن الشرف الشافعی (مد ۶۷۶ھ) مولف شرح مسلم وکتاب الاذکار وریاض الصالحین وغیرہ۔
(۲۲) ابن دقیق العید ابو الفتح تقی الدین محمد بن علی (مد ۷۰۳ھ) شرح عمدۃ الاحکام وغیرہ
(۲۳) نور الدین شیرازی (مد ــــ) ایران سے ذخیرہ حدیث لے کر ہندوستان آئے۔

(۲۴) الدمیاطی ابو محمد بن عبد المؤمن بن خلف الشافعی (م ۷۰۵ھ)
کثیر التصانیف صاحبِ معجم

(۲۵) ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم الحرانی (م ۷۲۸ھ) مؤلف کتب کثیرہ
مصنف منہاج السنۃ وغیرہ

(۲۶) قطب الدین الحلبی الحنفی (م ۷۴۰ھ) شارح بخاری۔

(۲۷) ولی الدین الخطیب ابی عبد اللہ محمد (م ســـہ) صاحب مشکوٰۃ

(۲۸) مزی ابو الحجاج جمال الدین یوسف (م ۷۴۲ھ) مولف تہذیب
الکمال وغیرہ

(۲۹) حافظ ضیاء الدین مقدسی (م ۷۴۳ھ) صاحبِ موافقات جس میں
اصول خمسہ کی متفق حدیثیں جمع کیں۔

(۳۰) الطیبی شرف الدین محمد بن حسن (م ۷۴۳ھ) شارح مشکوٰۃ

(۳۱) ابن قدامہ محمد بن احمد بن الہادی الحنبلی (م ۷۴۴ھ) مؤلف
المحرر والمغنی۔

(۳۲) الذہبی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد الشافعی (م ۷۴۸ھ) مؤلف
تذکرۃ الحفاظ ومیزان الاعتدال وغیرہ۔

(۳۳) ابن القیم شمس الدین ابو عبد اللہ (م ۷۵۱ھ) مؤلف زاد المعاد وغیرہ

(۳۴) تقی الدین السبکی قاضی القضاۃ مصر (م ۷۵۶ھ) شفاء السقام وغیرہ

(۳۵) حافظ جمال الدین الزیلعی الحنفی (م ۷۶۲ھ) مؤلف نصب الرایہ۔

(۳۶) الشیخ علاء الدین مغلطائی الحنفی (م ۷۶۲ھ) شارح ابن ماجہ وغیرہ

(۳۷) علاء الدین الماردینی الترکمانی الحنفی القاضی (م ۷۶۳ھ) مولف
الجوہر النقی۔

(۳۸) کرمانی شمس الدین محمد بن یوسف (م ۷۸۶ھ) شارح بخاری۔
(۳۹) ابن رجب زین الدین الحنبلی (م ۷۹۵ھ) مؤلف شرح بخاری
وشرح ترمذی وشارح اربعین نووی۔
(۴۰) زین الدین العراقی عبدالرحیم بن سلیمان الشافعی (م ۸۰۶ھ) مؤلف
الفیہ وتخریج الاحیاء
(۴۱) نورالدین الہیثمی (م ۸۰۷ھ) مؤلف مجمع الزوائد وغیرہ
(۴۲) الدمیری کمال الدین محمد بن موسیٰ الشافعی (م ۸۰۸ھ) مؤلف
شرح ابن ماجہ وحیٰوۃ الحیوان
(۴۳) نورالدین شیرازی شاگرد سید السند (م ۸۱۶ھ) ایران سے
ہندوستان سب سے پہلے حدیث لے کر پہونچے۔
(۴۴) مجدالدین ابی طاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی (م ۸۱۷ھ) مؤلف
کتاب الاحادیث الضعیفہ۔
(۴۵) ابن حجر الحافظ ابوالفضل شہاب الدین الشافعی (م ۸۵۲ھ)
مولف فتح الباری و بلوغ المرام وتہذیب ولسان المیزان
ونخبۃ الفکر وغیرہ
(۴۶) بدرالدین العینی الحافظ محمود بن احمد الحنفی (م ۸۵۵ھ) مؤلف
عمدۃ القاری وشرح طحاوی وغیرہ
(۴۷) شمنی تقی الدین ابوالعباس الحنفی (م ۸۷۲ھ)
(۴۸) قاسم بن قطلوبغا الحنفی (م ۸۷۹ھ) مؤلف شرح المفاتیح،
وحاشیہ فتح المغیث وغیرہ
(۴۹) السخاوی شمس الدین محمد بن علی (م ۹۰۲ھ) مؤلف القول البدیع

والمقاصد الحسنہ

(۵۰) السیوطی جلال الدین الشافعی (م ۹۱۱ھ) مؤلف کتب کثیرہ
جمع الجوامع وغیرہ

(۵۱) قسطلانی شہاب الدین الشافعی (م ۹۲۲ھ) مؤلف الارشاد الساری
شرح بخاری والمواہب اللدنیہ۔

(۵۲) ابن حجر المکی ابو العباس احمد بن محمد (م ۹۵۵ھ) صاحب
تصانیف کثیرہ مؤلف کتاب الزواجر

(۵۳) شیخ علی متقی جونپوری (م ۹۵۵ھ) مولف کنز العمال وغیرہ

(۵۴) سید عبد الاول جونپوری گجراتی (م ۹۶۶ھ) مؤلف فیض الباری
شرح بخاری

(۵۵) شعرانی عبد الوہاب (م ۹۷۳ھ) مؤلف کشف الغمۃ و میزان وغیرہ

(۵۶) شیخ محمد طاہر فتنی (م ۹۸۶ھ) صاحب مجمع البحار و موضوعات
و قانون الموضوعات۔

(۵۷) ملا علی قاری نور الدین علی بن محمد سلطان (م ۱۰۱۴ھ) مؤلف
مرقاۃ وغیرہ

(۵۸) امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ (م ۱۰۳۵ھ)
مؤلف اربعین، آپ نے اپنے تجدیدی کارناموں کی بنیاد
حدیث پر رکھی۔

(۵۹) مناوی شمس الدین محمد عبد الرؤف (م ۱۰۳۵ھ) مؤلف الاتحاف
السنیہ فی الاحادیث القدسیہ۔

(۶۰) العزیزی علی بن احمد (م ۱۰۴۳ھ) مؤلف السراج المنیر شرح الجامع الصغیر

(۶۱) شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) مؤلف لمعات، اشعۃ اللمعات، شرح سفرالسعادہ، مدارج النبوۃ، وغیرہ۔ علمِ حدیث کی ہندوستان میں خوب اشاعت کی۔

(۶۲) شیخ محمد نورالحق بن الشیخ عبد الحق محدث (م ۱۰۷۳ھ) مؤلف تیسر القاری شرح فارسی بخاری و منبع العلم شرح مسلم فارسی۔

(۶۳) حافظ فرخ شاہ بن خازن الرحمۃ بن مجدد الف ثانی (م ــــ) ستر ہزار حدیثیں سنداً و متناً یاد تھیں۔

(۶۴) شیخ ابوالحسن سندی (م ۱۱۳۹ھ) محشی صحاح ستہ و مسند ابی حنیفہ

(۶۵) امام العصر شاہ ولی اللہ رح المحدث (م ۱۱۴۵ھ) مؤلف مسوّی، و مصفی و شرح تراجم ابواب بخاری۔

(۶۶) سید مرتضیٰ حسین زبیدی (م ۱۲۰۵ھ) شارح احیاء العلوم و الجواہر المنیفۃ فی ادلۃ ابی حنیفۃ و تجرید بخاری وغیرہ

(۶۷) شیخ محمد عابد السندی (م ۱۲۵۷ھ) مسند وقت صاحب حصر الشارد و شرح تیسر الوصول و شرح بلوغ المرام وغیرہ۔

اِن کے علاوہ اور بھی بے شمار محدثین ہوئے، رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

تاریخ علوم متعلقہ حدیث

علم حدیث کی سند او متنا تکمیل و ترتیب اور اس کی حفاظت و نصرت کے لئے تقریباً سو سے زیادہ علوم و فنون کی تدوین ہوئی جن میں سے چند اہم علوم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

علم اُصول الحدیث :۔

یعنی مصطلحات الحدیث کا فن :۔ اس فن میں سب سے پہلی کتاب المحدث الفاصل ہے جسے ابو محمد رامہرمزی نے لکھا مگر جامع نہ تھی، حاکم نے اسی فن میں معرفۃ علوم الحدیث نامی کتاب لکھی، جو پچاس انواع پر مشتمل ہے اور چھپ چکی ہے۔ ابو نعیم اصفہانی نے اس کا استدرک کیا مگر پورا نہ کرسکے، خطیب نے کفایہ اور الجامع لآداب الشیخ والسامع دو کتابیں اس فن کی جامع لکھیں۔ قاضی عیاض نے الماع اور ابو حفص میانجی نے مالایسع جہلہ تصنیف کی۔ پھر حافظ ابن الصلاح نے ان سب کے مجموعہ کو ایک کتاب کی شکل دی جو مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ۶۵ اصطلاحات لکھے۔ لوگوں نے اس کتاب کی طرف کافی توجہ کی، کسی نے اس کا تکملہ لکھا، عراقی نے الفیہ میں اس کو نظم کیا۔

سخاوی نے الفیہ کی شرح فتح المغیث لکھی، ابراہیم بقاعی نے مقدمہ کا حاشیہ لکھا، نووی نے مقدمہ کی تلخیص کی اور تقریب نام رکھا سیوطی نے تقریب کی شرح تدریب تالیف کی۔ حافظ ابن حجر نے نہایت جامع اور مختصر متن نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر لکھی، اور خود ہی اُس کی شرح نزہۃ النظر بھی تالیف کی جس پر متعدد حواشی ہیں، امام سیوطی نے اس فن میں نہایت جامع نظم الفیہ تالیف کی جو ۸۵ انواع پر مشتمل ہے۔ شیخ عبد الحق محدث کا مقدمہ مصطلحاتِ حدیث میں نہایت مشہور و متداول رسالہ ہے، فقیر مؤلف نے اس کی شرح بنام تعلیقات البرکتی لکھی، اس پر حواشی بھی لکھے۔ سید السند نے بھی اُصولِ حدیث میں متن لکھا جو مختصر الجرجانی کے نام سے مشہور ہے، مولانا عبد الحیؒ لکھنوی نے اس کی لبسیط شرح لکھی جس کا نام ظفر الامانی ہے۔ ابن الحنبلی نے نخبۃ الفکر کے طرز پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام قفو الاثر ہے۔ حنفی محدثین کے اصولِ حدیث کی اس میں بالخصوص وضاحت ہے۔ شیخ مرتضیٰ زبیدی کی کتاب بلغۃ الغریب بھی عمدہ متن ہے۔ فقیر مؤلف عمیم الاحسان نے بھی ایک مختصر متن اُصول حدیث میں تحریر کیا جس کا نام میزان الاخبار ہے اور وہ داخلِ نصاب ہے۔

مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کی تفصیل فقیر نے تعلیقات البرکتی کے مقدمہ میں لکھی ہے۔

علمِ غریب الحدیث:- یعنی نامانوس و مشکل الفاظ کی (جو متنِ حدیث

میں ہو) تشریح: اس فن میں سب سے پہلے ابوعبیدہ بن المثنیٰ (م ۲۱۰ھ) نے کتاب لکھی، ان کے بعد ابوالحسن مازری اور ابوسعید عبدالملک اصمعی (م ۲۱۶ھ) نے کتابیں لکھیں۔ ابوعبید القاسم ابن سلام (م ۲۲۵ھ) نے چالیس سال محنت کے بعد غریب الحدیث تیار کی۔ ابوعبید احمد بن محمد الہروی (م ۴۰۱ھ) نے کتاب الغریبین لکھی۔ علامہ ابوالقاسم محمود بن محمد الزمخشری صاحب کشاف (م ۵۳۸ھ) کی الفائق اسی فن میں ہے۔ مجدالدین ابن الاثیر نے النہایۃ بڑی جامع لغتِ حدیث لکھی۔ قاضی عیاض نے صرف صحیحین کے الفاظِ غریبہ کی شرح لکھی۔ شیخ محمد طاہر فتنی کی لغتِ حدیث مجمع البحار اس فن کی آخری اور جامع ترین کتاب ہے، اس کو صحاح ستہ وغیرہ کی حدیثوں کی شرح کہنا چاہیئے۔ اسامی کے ضبطِ اعراب کے لئے بھی محمد طاہر فتنی کی المغنی نہایت نفیس کتاب ہے۔

علم تلفیق الحدیث:۔

اس علم کی کتابوں میں دو حدیثوں کے باہم تناقض کو دفع کیا جاتا ہے یا عام کو خاص بنا کر، مطلق کو مقید یا تعدد واقعہ پر محمول کر کے دفع تناقض کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ

اس فن میں سب سے پہلے امام شافعی نے کتاب اختلاف الحدیث لکھی جو مطبوع ہو چکی ہے۔ پھر ابومحمد عبداللہ بن مسلم، ابن قتیبہ (م ۲۶۳ھ) ابن جریر، ابن خزیمہ اور ابویحیی الساجی (م ۳۰۷ھ

نے کتابیں لکھیں - امام طحاوی کی شرح معانی الآثار اور شرح مشکل الآثار اس فن کی نہایت عمدہ کتابیں ہیں - ابوالفرج ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) نے التحقیق فی احادیث الخلاف اسی فن میں لکھی جس کی تلخیص ابراہیم بن علی بن عبدالحق نے کی.

علم ناسخ الحدیث و منسوخہ :-

دو حدیثوں میں تعارض ہو اور متقدم و متاخر معلوم ہو تو متقدم منسوخ اور متاخر ناسخ ہوتا ہے - ناسخ منسوخ حدیثوں پر بہت سے محدثین نے کتابیں لکھیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں :-

احمد بن اسحق الدیناری (م ۳۱۸ھ) محمد بن بحر الاصبہانی (م ۳۲۲ھ) احمد بن محمد النحاس (م ۳۳۸ھ) ابو محمد قاسم ابن اصبغ (م ۳۴۰ھ) محمد بن عثمان المعروف بہ جعد الشیبانی - ہبۃ اللہ بن سلامۃ (م ۴۱۰ھ) ابو حفص عمر بن شاہین، ابن جوزی، عبدالکریم بن ہوازن القشیری، وغیرہ.

اس فن میں محمد بن موسیٰ حازمی (م ۵۸۴ھ) کی کتاب الاعتبار چھپ چکی ہے.

علم الاطراف :-

حروفِ تہجی کے اعتبار سے حدیث کے کسی اہم ٹکڑے کو جس سے پوری حدیث سمجھ میں آئے ذکر کر کے کسی خاص کتاب

سے یا چند مخصوص کتابوں سے اس کے محل تخریج کو بحوالۂ کتب و فصول بتلانا علم الاطراف ہے، اس کو کتبِ حدیث کی فہرست بھی کہہ سکتے ہیں۔

سب سے پہلے حافظ ابراہیم بن محمد بن محمد بن عبید دمشقی (م [illegible] ھ) اور حافظ ابو محمد خلف بن محمد واسطی (م ۴۰۱ھ) نے اس فن کی طرف توجہ کی، اور صرف صحیحین کے اطراف مرتب کئے۔ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (م ۵۰۷ھ) نے کتب ستہ کے اطراف لکھے۔ حافظ ابن عساکر نے سنن اربعہ کے اطراف جمع کئے اس کا نام الاشراف رکھا، مزی نے صحاح ستہ کے اطراف بنام تحفۃ الاشراف لکھے، ذہبی نے اس کی تلخیص کی۔ شمس الدین مقدسی (م ۵۰۷ھ) نے بھی صحاح کے اطراف کو جمع کیا۔ حافظ ابن حجر نے کتب ستہ اور مسانید اربعہ کے اطراف کو جمع کیا اور اتحاف المہرہ باطراف العشرہ نام رکھا۔ اس فن میں ذخائر المواریث فی الدلالۃ مواضع الاحادیث للشیخ عبد الغنی نابلسی (م [illegible] ھ) نہایت عمدہ کتاب ہے، چھپ چکی ہے۔ اس میں صحاح ستہ اور موطا کے اطراف ہیں صرف صحیح بخاری کے اطراف میں مولوی عبد العزیز پنجابی نے نبراس الساری لکھی، آسان قسم کی جدید فہرستیں مثلاً مفتاح کنوز السنۃ معجم المفہرس، مفتاح الصحیحین اور مفتاح البخاری وغیرہ بھی شائع ہوئی ہیں۔

علم التخریج: یعنی کسی کتاب کے غیر محولہ احادیث کا حوالہ کتبِ

حدیث سے دنیا اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔

نصب الرایہ لتخریج احادیث الہدایہ، المغنی عن الاسفا لتخریج احادیث احیاء العلوم للعراقی۔ التلخیص الجبیر لتخریج احادیث الرافعی الکبیر للحافظ ابن حجر۔ تخریج احادیث الکشاف لابن حجر۔ تخریج احادیث المختار لقاسم بن قطلوبغا۔ تخریج احادیث الشفا للسیوطی۔ فقیر مؤلف نے بھی تخریج احادیث مکاتیب امام ربانیؒ مجدد الف ثانی لکھی، جس کا نام عمدۃ المجانی ہے۔ رسالہ ردّ روافض کے احادیث کی بھی تخریج کی۔

علم الاسناد:۔

عبارتِ حدیث کو اصطلاح میں متن کہتے ہیں، اور سلسلۂ تحصیل کا نام سند ہے۔ علم حدیث میں اسناد کی حیثیت مکان میں بنیاد یا جسد میں روح کی ہے۔ بلا سند کے علم حدیث کا قیام نہیں: ابن المبارکؒ کا قول ہے الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء۔ امام شافعی فرماتے ہیں الذی یطلب الحدیث بلا سند کحاطب لیلا یحمل الحطب وھو لا یدری لذلک۔

علم الاسناد اقوام عالم میں صرف مسلمانوں کا مخصوص امتیازی فن ہے۔ جس کے ذریعہ تعلیماتِ نبویہ کو انھوں نے معیاری طور پر محفوظ رکھا۔ مارگولیتھ مستشرق کا قول ہے کہ مسلمانوں کو

حق پہونچتا ہے کہ علم حدیث پر جتنا فخر چاہیں کریں۔ ابن حزم ظاہری الفصل صـ۸۲ جـ۱ میں علم الاسناد کے متعلق لکھتے ہیں وھذا نقل خص اللہ تعالیٰ بہ المسلمین دون سائر اھل الملل وابقاہ عندھم غضا جدیدا علی قدیم الدھور منذ اربعۃ عام و خمسین عاما فی المشرق والمغرب۔

علم الاسناد کے ساتھ مسلمانوں نے علم اسماء الرجال کا علم مدون کیا جس میں ہزارہا رواۃ کے حالات ضبط میں آگئے جس کی وجہ سے سند کی قوت وضعف روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا، پھر علم الاسناد کے قواعد مرتب کئے۔ اصح الاسانید اور اضعف الاسانید کا تعین کیا صحت وضعف کے درجے مقرر کئے اور اس فن کو کمال تک پہونچایا۔

علم الحدیث میں اسناد کی ابتداء کب سے ہوئی اس میں آراء مختلف ہیں بعضوں کا خیال ہے کہ امام زہری (مـ ۱۲۴ھ) اور ان کے تلامذہ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق سے اس کی ابتدا ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۷۰ھ کے کچھ قبل ہوئی۔ چنانچہ عروہ کے زمانے میں استعمال سند عام تھا۔ مگر میرے خیال میں اس کی ابتدا خلیفۂ سوم وخلیفۂ چہارم رضی اللہ عنہما کے زمانہ سے ہوئی۔ واللہ اعلم۔

یہ امر مسلم ہے کہ حضرت شیخین سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں سند کے اظہار کی ضرورت نہیں تھی۔ البتہ حلف اور شہادت لی جاتی تھی۔ حضرت سیدنا عثمانؓ و حضرت سیدنا علیؓ

رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جبکہ اسلام میں نئے نئے سیاسی اور مذہبی فتنے ہوئے تو احادیث نبویہ کے لئے بیان سند ضروری سمجھا گیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے متعلق شرح مواہب جلد ۵ ص ۳۹۴ میں ہے انه امر طلبة الحديث ان لا يكتبوا الحديث الا باسناده (السیر الحثیث) خلاصہ یہ کہ ۳۰ھ کے بعد احادیث نبویہ کے سند کو بیان کرنے کی ابتدا ہوئی اور یہ سلسلہ ترقی کرتا گیا، دور تدوین میں سند متن حدیث کا جزو لازم قرار پایا اور اس کی مستقل علمی حیثیت ہو گئی اور چوتھی پانچویں صدی تک یہی دستور رہا کہ ہر حدیث میں محدث اپنی سند بیان کرے یا لکھے۔ پانچویں صدی کے بعد جبکہ کتب حدیث کی تدوین اور اس کے جمع و تالیف کا کام ختم ہو گیا تو بیان سند کی ضرورت نہیں رہی، صرف کتب مدونہ کا حوالہ کافی سمجھا گیا۔ البتہ جب تک کتابیں عام طور پر چھپ کر شائع نہ ہو گئی تھیں اتنا ضروری سمجھا جاتا تھا کہ مصنفین کتب تک طالبین و اہل علم اپنی اپنی سند پہونچائیں، مصنفین و مسندین سے سند حاصل کریں، طبع و اشتہار کتب کے بعد اگرچہ اس کی حاجت نہیں رہی مگر پھر بھی آج تک تحصیل سند کا وہی دستور اہل علم و طلبہ حدیث میں قائم ہے اور اس فن میں بھی بنام فن اثبات کتابیں لکھی گئیں، جیسے حصر الشارد فی اسانید الشیخ عابد، الارشاد فی مہمات الاسناد للشاہ ولی اللہ المحدث، الامم لایقاظ الہمم ثبت الشیخ برہان الدین الکردی الکورانی (م ۱۰۲۵ھ) بغیۃ الطالبین

ثبت الشیخ احمد النخلی (مدسنہ ۱۱۴۰ھ)، الامداد ثبت الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری، قطف الثمر ثبت الشیخ الفلانی (مدسنہ ۱۲۱۸ھ) اتحاف الاکابر ثبت الشوکانی (مدسنہ ۱۲۵۲ھ)، الیانع الجنی ثبت الشیخ عبدالغنی المجددی (مدسنہ ۱۲۹۶ھ) وغیرہ۔ فقیر مؤلف عمیم الاحسان کے مختصر مطبوعہ ثبت کا نام منۃ الباری ہے۔ فالحمد للہ۔

علم اسماء الرجال:۔

علم حدیث کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے، ان میں سب سے اہم اور ضروری علم۔علم اسماء الرجال ہے جس میں رواۃ حدیث کی سوانح عمری، مَوالید و وفیات، نام ولقب، حسب ونسب، قوم و وطن، علم و فضل، دیانت وتقویٰ، حفظ و ذکاوت، صحت و مرض، وثاقت و عدم وثاقت، ان کے مشائخ وتلامذہ کی تفصیل، ان کے حالات سفر و حضر اور دوسرے محاسن و عیوب مذکور ہوتے ہیں، بغیر اس علم کے حدیث کی صحت وضعف کی جانچ ناممکن ہے۔ اس فن کے متعلق مشہور مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر کا بیان ہے کہ "کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گذری نہ آج تک موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا عظیم القدر فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ افراد کا حال معلوم ہو سکتا ہے (مقدمہ اصابہ مطبوعہ کلکتہ)

دنیا میں جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں، ان کے علم کی ذریعہ ہی

صورتیں ہیں یا خود انسان اس واقعہ میں موجود ہو یا نہ ہو، پہلی صورت میں اس کا علم اس کے احساس و مشاہدہ پر موقوف ہوتا ہے جیسا کہ صحابۂ کرام کا علم احادیث نبویہ کے متعلق یہ علم عموماً قطعی اور یقینی ہے، دوسری صورت میں دوسروں سے سُن کر علم حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ دوسرے رواۃِ حدیث کا علم اس صورت میں صحت و عدم صحت واقعہ کے لئے صرف اتنا حق پہونچتا ہے کہ جن سے وہ واقعہ سنا ہے ان کی سچائی اور دیانت کو دیکھے۔ اگر سچے اور معتمد لوگوں نے خبر دی ہے تو اس کا اعتبار کرے ورنہ رد کردے۔ علم علم اسماء الرجال کا منشاء بس یہی ہے۔

صحابۂ کرام بیانِ احادیث کے اعتبار سے جب وہ خود حدیث نقل کریں عدول اور سچے ہیں لیکن غیر صحابہ رواۃ میں عدول و غیر عدول اور معروف و مجہول ہر قسم کے لوگ ہیں۔ اس لئے اسماء الرجال کے ساتھ فن جرح و تعدیل کا تعلق ناگزیر ہوگیا۔ اس سلسلے میں ان اکابر محدثین سے بھی واقفیت کی ضرورت ہے جو احوال رواۃ سے واقف اور اُن کے جرح و تعدیل سے باخبر تھے۔ اور ان کتابوں کی طرف بھی مراجعت ضروری ہے۔ جن میں رواۃ کے حالات، ان کے موالید و وفیات، ان کی وثاقت و عدم وثاقت، جن رواۃ سے وہ روایت کرتے ہیں ان سے ان کی ملاقات و عدم ملاقات وغیرہ امور متعلقہ سند مذکور ہوں۔

اب ہم الگ الگ متعلقات علم اسمار الرجال پر گفتگو کرتے ہیں۔

کتب اسماء الرجال :۔

اسمار صحابہ میں سب سے پہلی کتاب امام بخاریؒ نے لکھی، ان کے بعد ابوالقاسم عبداللہ البغوی (مدرسہ ۳۳۰ھ)، عبداللہ بن ابی داؤد (مدرسہ ۳۱۶ھ)، علی بن السکن، ابن شاہین، ابومنصور ماوردی، ابوحاتم رازی، ابن حبان، طبرانی، ابن مندہ، ابونعیم وغیرہ نے کتابیں لکھیں۔

اسمار صحابہ اور ان کے احوال میں تین کتابیں الاستیعاب لابن عبدالبر، اسدالغابہ لابن الاثیر اور الاصابہ لابن حجر نہایت مشہور ہیں جو چھپ چکی ہیں۔ حافظ ذہبی نے تجرید اسمار صحابہ لکھی وہ بھی چھپ گئی ہے۔ صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ رواۃ کو بھی منضم کر کے خلیفہ بن خیاط (مدرسہ ۲۴۰ھ) ابن سعد، یعقوب بن ابی شیبہ (۲۶۲ھ) ابوبکر بن ابی خیثمہ (مدرسہ ۲۷۹ھ) اور دوسروں نے کتابیں تالیف کیں۔

ائمہ جرح و تعدیل :۔

احوال رواۃ حدیث اور اُن کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کا علم علم حدیث کے لئے ایک نہایت ضروری اور اہم علم ہے۔ اس کی ضرورت یوں پڑی کہ اسلام میں جب فتنوں کا دروازہ کھل گیا، اور لوگ اپنے اپنے خیالات کی تائید میں حدیثیں گڑھنے لگے تو

حدیثوں کے قبول کرنے میں بڑی دقت پیدا ہوگئی، اس لئے راویوں کی عدالت، وثوق اور حفظ بالحدیث وغیرہ اُمور کی چھان بین ہونے لگی اور یہی چیز جرح و تعدیل کے نام سے رفتہ رفتہ اسماء الرجال سے متعلق ایک مستقل فن کی صورت میں قائم ہوگئی۔

جرح و تعدیل رواۃ جب ایک مستقل فن ہوگیا تو جس طرح ہر فن کے لئے علماء کا ایک طبقہ ہوتا ہے جن کی رائے اس فن میں موثق مانی جاتی ہے۔ اسی طرح اس فن کے لئے بھی علماء کا ایک گروہ تھا جن کی رائے رواۃ کی توثیق و تجریح کے لئے قابل قبول تھی۔

صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) حضرت عبادہؓ بن الصامت (م ۳۴ھ) اور حضرت انسؓ بن مالکؓ (م ۹۳ھ) رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے ابن المسیب، شعبی ابن سیرین، اعمش اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے رواۃ حدیث کے جرح و تعدیل پر گفتگو کی، مگر یہ سلسلہ مختصر تھا۔

اتباعِ تابعین میں امام شعبہ نے سب سے پہلے جرح و تعدیل کے قواعد معین کئے۔ اسی عہد میں معمر (م ۱۵۳ھ) ہشام الدستوائی (م ۱۵۴ھ) اوزاعی، سفیان ثوری، حماد بن سلمۃ، لیث بن سعد، امام مالک، عبداللہ بن المبارک، ابواسحٰق فزاری، معافی بن عمران موصلی، (م ۱۸۵ھ) بشر بن المفضل (م ۱۸۶ھ) ہیثم (م ۱۸۹ھ)، ابن علیہ (م ۱۹۲ھ) ابن وہب (م ۱۹۷ھ) وکیع بن الجراح، سفیان بن عیینہ وغیرہ اس فن کے معتمد لوگوں میں ہیں۔

طبقۂ صغار اتباع تابعین میں یحییٰ بن سعید القطان، اور عبدالرحمٰن بن المہدی اس فن کے خاص ائمہ ہیں۔ اول الذکر نے جرح و تعدیل پر سب سے پہلے کتاب لکھی۔ اتباع اتباع التابعین میں محمد بن سعد، یحییٰ بن معین، ابن المدینی اور امام احمد نے اس فن میں کتابیں لکھیں۔ پچھلوں کا اعتماد زیادہ تر انھیں حضرات کی کتابوں پر رہا۔ ان

ان بزرگوں کے زمانے میں اور ان کے بعد سے نویں صدی تک حسب ذیل محدثین ائمہ جرح و تعدیل اور اس فن کے مؤلف ہوئے۔ ابوداؤد طیالسی، یزید بن ہارون (م سنہ ۲۰۶ھ)، عبدالرزاق بن ہمام، ابو عاصم الضحاک (م سنہ ۲۱۲ھ) ابن الماجشون (م سنہ ۲۱۳ھ)، ابو خیثمہ زہیر بن حرب (م سنہ ۲۳۴ھ)، ابو جعفر عبداللہ النبیل حافظ الجزرہ، محمد بن عبداللہ بن النمیر (م سنہ ۲۳۴ھ) عبداللہ ابن عمر و القواریری (م سنہ ۲۳۵ھ)، اسحٰق بن راہویہ، ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن عمار الموصلی (م سنہ ۲۴۲ھ)، احمد بن صالح (م سنہ ۲۴۸ھ) ہارون بن عبداللہ الحمال (م سنہ ۲۴۳ھ)، اسحٰق الکوسج (م سنہ ۲۵۱ھ)، الدارمی، امام بخاری، العجلی (م سنہ ۲۶۱ھ)، بقی بن مخلد (م سنہ ۲۷۶ھ) ابو زرعہ دمشقی (م سنہ ۲۸۱ھ)، عبدالرحمٰن بن یوسف بغدادی، ابراہیم بن اسحٰق حربی (م سنہ ۲۸۵ھ)، محمد بن وضاح (م سنہ ۲۸۹ھ) ابوبکر بن ابی عاصم، عبداللہ بن احمد (م سنہ ۲۹۰ھ) صالح جزرہ (م سنہ ۲۹۳ھ)، ابوبکر البزار، محمد بن نصر المروزی (م سنہ ۲۹۴ھ) محمد بن عثمان بن ابی شیبہ (م سنہ ۲۹۷ھ) ابوبکر فریابی، نسائی، ساجی

(م ۳۰۷ھ)، ابو یعلی، ابو الحسن سفیان، ابن خزیمہ، ابن جریر
الطبری، ابو جعفر الطحاوی، ابو بشر الدولابی۔ ابو عروبۃ الحرانی (م ۳۱۸ھ)
ابو الحسن احمد بن عمیر، ابو جعفر العقیلی (م ۳۲۱ھ)، ابن ابی حاتم، احمد
بن نصر البغدادی شیخ الدارقطنی (م ۳۲۳ھ)، ابو حاتم بن حبان
البستی، طبرانی، ابن عدی، ابو علی الحسین بن محمد النیسا پوری
(م ۳۶۵ھ) ابو الشیخ بن حبان (م ۳۶۹ھ)، ابو بکر الاسمٰعیلی (م ۳۷۱ھ)
ابو احمد الحاکم (م ۳۷۸ھ)، الدارقطنی، ابن شاہین، ابن مندہ،
ابو عبد اللہ الحاکم، ابو نصر الکلاباذی، (م ۳۹۵ھ) عبد الرحمن بن
الفطیس (م ۴۰۲ھ)، عبد الغنی بن سعید، ابو بکر بن مردویہ الاصفہانی
محمد بن ابی الفوارس البغدادی (م ۴۱۲ھ)، ابو بکر البرقانی
(م ۴۲۵ھ)، ابو حاتم العبدری، خلف بن محمد الواسطی (م ۴۰۱ھ)
ابو مسعود الدمشقی (م ۴۰۰ھ)، ابو الفضل الفلکی (م ۴۳۸ھ) الحسن
بن محمد الخلال البغدادی (م ۴۳۹ھ)، ابو یعلی الخلیلی، ابن عبد البر
ابن حزم، البیہقی، الخطیب، ابن ماکولا، ابو الولید الباجی،
ابو عبد اللہ، الحمیدی، الذہلی (م ۵۰۷ھ)، ابو الفضل ابن طاہر
المقدسی (م ۵۰۷ھ)، المؤتمن بن احمد (م ۵۰۷ھ)، شیرویہ الدیلمی
الشتربی (م ۵۲۲ھ)، السمعانی (م ۵۶۲ھ)، ابو موسی المدینی
(م ۵۸۱ھ)، ابن الجوزی، ابو القاسم بن عساکر، ابن بشکوال
(م ۵۷۸ھ)، ابو بکر الحازمی (م ۵۸۴ھ)، عبد الغنی المقدسی (م ۶۰۰ھ)
الرہاوی، ابن مفضل المقدسی (م ۶۱۶ھ)، ابو الحسن القطان (م ۶۲۸ھ)
ابن الانماطی (م ۶۱۹ھ) ابن نقطہ (م ۶۲۹ھ)، ابن الصلاح،

الزکی المنذری، ابو عبد اللہ البرزالی (م ۶۳۶ھ) ابن الابار، ابو شامہ (م ۶۶۵ھ)، ابن الدمیسی (م ۶۳۶ھ)، ابن النجار (م ۶۴۳ھ)، ابن دقیق العید، الشرف المیدومی، دمیاطی، ابن تیمیہ، المزی، ابن سید الناس، ابو عبد اللہ بن ایبک، الذہبی، الشہاب بن فضل اللہ (م ۷۴۹ھ) خلطائی، ابن الترکمانی، الشریف الحسینی الدمشقی، الزین العراقی، الولی العراقی، الہیثمی، البرہان الحلبی، ابن حجر العسقلانی، بدر الدین العینی، ابن قتلوبغا، السخاوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ائمہ جرح و تعدیل کی اس طویل فہرست کے لکھنے کا منشا یہ ہے کہ معلوم ہو کہ ہمارے کتنے محدثین حدیث کی چھان بین میں مشغول رہے۔ اور اس فن میں کس قدر اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان ائمہ پر رحمت نازل کرے، جنھوں نے اصل مقصود کے چہرے سے حجاب کا پردہ اٹھایا، احادیث کی پوری چھان بین کی۔ آج انھیں کی برکتوں سے کوئی ایک واضح صحیح یا کوئی ایک ضعیف و موضوع حدیث ایسی نہیں رہی جس کو امت نے جان نہ لیا ہو۔ تاریخ الخلفاء میں سیوطی نے بحوالۂ ابن عساکر محدث ابن علیہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ:۔

ہارون الرشید عباسی حکمراں کے پاس ایک زندیق لایا گیا ہارون نے اس کے قتل کا حکم سنایا، اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار حدیثوں کو کیا کریں گے جن کو میں نے بنایا ہے، ان کا ایک حرف بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ نہیں ہے اور لوگوں میں

پھیل چکا ہے۔ ہارون نے اس کے جواب میں کہا کہ تجھ کو عبداللہ بن المبارک اور ابو اسحٰق فزاری کی خبر ہے، وہ دونوں حضرات حدیثوں کی چھان بین کر رہے ہیں، اور موضوعات کا ایک ایک حرف نکال کر پھینک دیں گے" (صـ)

کتب اسماء الرجال وجرح وتعدیل رواۃ:۔

کتب اسماء الرجال وجرح وتعدیل رواۃ مختلف الانواع ہیں:۔

الف:۔ وہ کتابیں جو رواۃ ثقات وضعفاء دونوں پر مشتمل ہیں:۔

طبقات ابن سعد اس نوع پر سب سے بڑی تالیف ہے اور چھپ چکی ہے۔ سیوطی نے اس کی تلخیص کی، انجاز الوعد المنتقی نام رکھا۔ دوسری کتابیں یہ ہیں:۔

طبقات خلیفہ بن خیاط (مـ ۲۴۰ھ)، طبقات مسلم، تاریخ ابن ابی خیثمہ، تاریخ کبیر، اوسط، صغیر امام بخاری، تاریخ ابن ابی حاتم، تاریخ حسین بن ادریس الانصاری ابن خرم (مـ ۳۰۱ھ) تاریخ علی بن المدینی، کتاب الوہم والایہام لابن حبان، کتاب الجرح والتعدیل لابی محمد بن الجارود، الاعتبار لمسلم، التمییز للنسائی۔ الارشاد لابی یعلی الخلیلی، التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل لابن کثیر۔ تاریخ الذہبی۔ التکملہ فی اسماء الثقات والضعفاء لاسمٰعیل بن عمر بن کثیر، طبقات المحدثین والکمال فی معرفۃ الرجال لابن الملقن (مـ ۸۰۴ھ) وغیرہ

ب:۔ صرف ثقات وحفاظ پر مشتمل کتابیں یہ ہیں:۔

کتاب الثقات للعجلی، کتاب الثقات لابن شاہین، کتاب الثقات لابی حاتم، کتاب الثقات لزین الدین قاسم بن قطلو بغا۔

طبقات الحفاظ للذہبی، طبقات الحفاظ لابن الدباغ (م ۵۴۶ھ) اسی نام کی کتابیں ابن المفضل، ابن حجر، سیوطی، تقی بن فہد، اور محمد بن محمد ہاشمی کی ہے۔ فقیر مؤلف نے بھی طبقات الحفاظ ذہبی کا خلاصہ لکھا ہے۔

ج : صرف ضعفاء پر مشتمل کتابیں :۔

کتاب الضعفاء للبخاری۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی، الضعفاء لابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی۔ مختصر ضعفاء ابن جوزی للذہبی، ذیل الضعفاء للمغلطائی، الضعفاء للعقیلی، الضعفاء للحسن الصغانی، الضعفاء لابن حبان البستی، کتاب الکامل لابن عدی، ذیل کتاب الکامل لابن الرومیۃ (م ۶۳۷ھ) الضعفاء للدارقطنی، کتاب الضعفاء للحاکم، الضعفاء للماردینی، میزان الاعتدال للذہبی، ذیل میزان الاعتدال للعراقی، لسان المیزان و تقویم اللسان و تحریر المیزان لابن حجر۔ وغیرہ۔

پچھلی چند کتابوں میں بہت سے ایسے لوگوں کا بھی ذکر ہے جو فی الحقیقت ضعیف نہیں لیکن چونکہ کسی نے ان کی تضعیف کی ہے اس لئے تنقید کے ساتھ ان کا ذکر بھی ناگزیر ہوگیا

د : صرف متہمین بالوضع اور کذابین کے اسامی پر مشتمل کتابیں :۔

الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی۔ قانون الموضوعات فی اسامی الوضاعین والکذابین للشیخ محمد طاہر فتنی

فقیر مؤلف نے اس کی تلخیص کی جس کا نام کتاب الواضعین رکھا۔

۸:- عدالت رواۃ کے ساتھ ان کا ضابط ہونا بھی صحتِ حدیث کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ضبط میں کمی کبھی تو مستقل طور پر ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کا ذکر عام ضعفاء میں آجاتا ہے اور کبھی کسی عارضے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو مختلط کہا جاتا ہے، حلبی نے اسی موضوع پر الاغتباط بمن رمی بالاختلاط نامی رسالہ لکھا، فقیر نے اس کی تلخیص کی۔

تنبیہ: صحتِ حدیث کے لئے عدالت وضبط رواۃ کے ساتھ عام محدثین کے نزدیک اتصالِ سند بھی ضروری ہے، یعنی راوی نے مروی عنہ سے حدیث سنی ہو، اتصال کا خلاف انقطاع ہے جس کے مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں۔

(۱) دونوں میں معاصرت نہ ہو، مثلاً راوی کی پیدائش کے قبل مروی عنہ مر چکے ہوں، اس سلسلے میں کتبِ موالید و وفیات لکھے گئے۔

(۲) دونوں میں معاصرت ہو مگر ملاقات نہ ہوئی ہو، ایسے رواۃ پہ مراسیل کی کتابیں لکھی گئیں۔

(۳) دونوں میں معاصرت ہو، ملاقات بھی ہوئی ہو، مگر راوی کی عادت ہو کہ جن سے حدیث سنی ہے اُن کا ذکر کبھی نہیں کرتے بلکہ اُوپر کے معاصر راوی کا نام لے لیتے ہوں، ایسے راوی مدلس ہیں، ان کے لئے کتب اسماء المدلسین لکھے گئے۔

۹:- وفیات المحدثین ورواۃ الحدیث پر کتابیں:-

سب سے پہلے اس خاص موضوع پر ابو سلیمان محمد بن عبداللہ نے کتاب لکھی، ہجرت سے ۳۳۸ھ تک کے رواۃ کے موالید و وفیات جمع کئے، اس پر کتانی (م ۴۶۶ھ)، ہبۃ اللہ اکفانی (م ۵۲۴ھ) علی بن مفضل مقدسی (م ۶۱۱ھ)، منذری (م ۶۵۶ھ) عز الدین ابن محمد (م ۶۷۴ھ) دمیاطی (م ۷۰۵ھ) اور عراقی (م ۸۰۶ھ) نے ذیول لکھے اور اپنے اپنے عہد تک کے رواۃِ حدیث کے موالید و وفیات کا اضافہ کیا۔

تاریخ بزرانی (م ۳۷۹ھ) بھی اِسی فن میں ہے، جس پر تقی الدین رافع نے ذیل لکھا اور ۷۷۴ھ تک کے رواۃ کے وفیات و موالید کو بڑھایا، حافظ ابن حجر نے اس پر ذیل لکھا اور اپنے عہد تک کے رواۃ کے موالید و وفیات بڑھائے۔

وفیات الشیوخ میں مبارک بن احمد انصاری اور ابراہیم بن اسمٰعیل الحبال (م ۴۸۲ھ) نے کتاب لکھی۔

ن:- مراسیل و مدلسین پر مشتمل کتابیں۔

صرف مراسیل یعنی منقطع حدیثوں کے رواۃ پر مشتمل کتاب ابن ابی حاتم نے لکھی جس کا نام مراسیل ابن ابی حاتم ہے، فقیر مؤلف نے اس کی تلخیص کی۔

مدلسین کے اسامی سب سے پہلے حسین بن علی کرابیسی (م ۲۴۸ھ) نے جمع کئے۔ پھر نسائی، دارقطنی، ذہبی، ابراہیم مقدسی، زین الدین عراقی، ولی الدین بن ابی زرعہ وغیرہ نے کتابیں لکھیں۔ اسماء مدلسین پر ابراہیم حلبی (م ۸۴۱ھ) نے التبیین فی اسماء المدلسین لکھی۔ ابن العراقی

ابن حجر اور سیوطی نے اس پر ذیل لکھے، اسماء مدلسین پر فقیر مؤلف کا بھی ایک مختصر سا رسالہ ہے۔

ح :- کنیٰ، القاب اور اسماء رواۃ پر کتابیں

راوی کبھی اپنے نام سے کبھی کنیت اور کبھی لقب سے مشہور ہوتا ہے، غیر مشہور نام یا لقب یا کنیت کے ذکر سے کبھی تعدد کا دھوکا ہو جاتا ہے، لہذا محدثین کو اس نوع کی طرف بھی توجہ کرنا پڑی۔

اسماء و کنیٰ پر علی بن المدینی، نسائی، حاکم، ابن عبدالبر، ابو حاتم اور ذہبی نے کتابیں لکھیں۔ القاب پر ابو بکر شیرازی احمد (۴۰۷ھ) ابو الفضل، ابن الجوزی، اور ابن حجر نے کتابیں لکھیں۔

ط :- مؤتلف و مختلف، متفق و مفترق اور مشتبہ اسامی پر کتابیں :

اسماء و انساب میں بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ آپس میں کتابۃً متحد مگر تلفظ میں مختلف ہوں جیسے سَلام اور سَلّام اس کا نام مؤتلف و مختلف ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خطاً متحد مگر مسمّیٰ کے اعتبار سے مختلف ہوں، مثلاً احمد بن حنبل نام کے متعدد آدمی ہوں۔ اس کا نام متفق و مفترق ہے کبھی تو نام لفظاً اور خطاً متحد ہوتا ہے مگر باپ کے نام میں یا خود اس کی نسبت میں اختلاف و ائتلاف ہو، جیسے محمد بن عَقیل (بالفتح) و محمد بن عُقیل (بالضم) یا سریج بن النعمان و شریح بن النعمان اس کا نام مشتبہ ہے۔

مؤتلف و مختلف اسامی رواۃ پر سب سے پہلے ابو احمد عسکری نے کتاب لکھی، پھر عبد الغنی بن سعید الازدی نے کتاب تالیف کی جو چھپ چکی ہے۔ دارقطنی، ابن ماکولا، احمد بن علی الخطیب، ابن نقطہ، منصور، ابن سلیم، ابو محمد دمشقی، مغلطائی، یحییٰ بن علی، مصری، محمد الابیوردی، ابن الغوطی اور فاردینی وغیرہ نے بھی ایسے اسامی پر مشتمل کتابیں لکھیں۔

متفق و مفترق اور مشتبہ اسماء پر ابو بکر احمد بن علی الخطیب نے کتاب لکھی

ی:۔ مخصوص کتابوں پر عام اسماء الرجال کی کتابیں۔

رجال البخاری لاحمد بن محمد الکلاباذی (م ۳۹۸ھ) رجال البخاری لمحمد بن داؤد الکردی (م ۹۲۵ھ) رجال مسلم لابن منجویہ (م ۴۲۸ھ) رجال مسلم لاحمد الاصبہانی (م ۲۶۹ھ) رجال الصحیحین لمحمد بن طاہر المقدسی (م ۵۰۷ھ)، رجال الصحیحین لہبۃ اللہ اللالکائی (م ۴۱۸ھ) رجال ابی داؤد للجیانی (م ۴۹۸ھ)، کشف المبطا برجال الموطا للسیوطی، رجال شرح معانی الآثار للعینی۔ اس کی تلخیص کشف الاستار کے نام سے شائع ہوتی ہے۔ تعجیل المنفعۃ برجال الاربعۃ (یعنی موطا، مسند احمد، مسند شافعی اور مسند ابی حنیفہ کے رجال) للحافظ ابن حجر رجال السنن الاربعۃ لاحمد بن احمد الکردی۔ رجال مسند احمد المسمی بخصائص مسند الامام لابی موسیٰ الاصبہانی۔ رجال کتاب الجمع وکتاب الآثار لمحمد الشیبانی للشیخ عبد الباری لکھنوی، رجال آثار ابی یوسف لابی الوفاء

الافغانی - وغیرہ۔

صحاح ستہ کے رجال کو ابو محمد عبد الغنی المقدسی (سنہ ۶۰۰ھ) نے الکمال میں جمع کیا۔ یوسف مزی نے اس کی تہذیب کی ذہبی نے تہذیب الکمال کا خلاصہ کیا، اور تہذیب الکمال نام رکھا۔ مغلطائی نے تہذیب الکمال کا اکمال کیا۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب الکمال کی تہذیب کی جو تہذیب التہذیب کے نام سے بارہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اسماء الرجال میں بہترین کتاب ہے۔ خود ابن حجر نے تہذیب التہذیب کی تلخیص کی، جو تقریب التہذیب کے نام سے متعدد بار شائع ہوئی ہے اس سلسلے میں اور بھی بہت سے محدثین نے کتابیں لکھی ہیں۔

دورِ تہذیب کی کتابوں میں مشکوٰۃ کے اسماء الرجال پر خود صاحبِ مشکوٰۃ نے الاکمال فی اسماء الرجال لکھی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی رجال مشکوٰۃ پر کتاب لکھی ہے۔

فن جرح و تعدیل کے قواعد و ضوابط پر مولانا عبدالحیٔ مرحوم لکھنوی نے الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل نامی رسالہ لکھا۔

علم علل الحدیث :۔

بظاہر کبھی حدیث بے عیب نظر آتی ہے کہ اس کی سند میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ پھر بھی ان میں عیوب قادحہ موجود ہوتے ہیں، جس کو اہل فن ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ان عیوب کا نام علل الحدیث ہے، ایسی معیوب حدیثوں کو معلول

کہتے ہیں، یہ نہایت اہم اور مشکل فن ہے۔ اس میں ابن المدینی
ابن ابی حاتم، ساجی، جوزجانی، خلال، مبہلم، ترمذی، دارقطنی
حاکم۔ ابو علی، الزجاجی، اور ابن الجوزی نے کتابیں لکھیں

علم موضوعات الحدیث:-

صحیح حدیثیں واجب القبول ہیں، اس کے مقابلے میں
موضوع (یعنی جھوٹی گڑھی ہوئی) حدیثیں واجب الرد ہیں کہ
ان کا ذکر بھی بلا بیانِ وضع جائز نہیں۔ صحیح اور موضوع
کے درمیان قوت و ضعف کے اعتبار سے احادیث کے
بہت سے درجے ہیں۔ جن کے رد و قبول کے لئے علماء
اُمت کے یہاں قوانین مرتب ہیں۔

وضع حدیث بدترین گناہ ہے واضعینِ حدیث امت
کے بدترین مجرم ہیں، ارشادِ نبوی ہے:۔

من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار — جو شخص میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

یہ حدیث محدثین کے نزدیک متواتر ہے۔ ساٹھ سے زیادہ
صحابہ اس کے راوی ہیں جن میں خود عشرۂ مبشرہ بھی ہیں
بعد کے طبقوں میں بھی اس حدیث کے رواۃ کی کثرت
بحالہ رہی، یہ ارشاد نبوی صحابہ کرام کو احادیث نبویہ بیان
کرتے ہوئے لرزہ براندام کردیتا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ

بن مسعودؓ نے ایک دفعہ حدیث بیان کرنا چاہی، صرف قالَ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا تھا کہ سر جھکا لیا، کھڑے ہو گئے، گھنڈی کھول ڈالی، آنکھیں بھر آئیں گردن کی رگیں پھول گئیں، مارے خوف کے کہنے لگے "شاید حضور نے اس سے کچھ کم فرمایا اس کے قریب یا مشابہ" (ابن ماجہ) یہی وجہ ہے کہ کوئی صحابہ وضع حدیث جیسے امر شنیع سے متہم نہیں، عہدِ نبوی میں بعد ہجرت صرف ایک شخص نے بہ سلسلۂ سفارش حضور کی طرف جھوٹ بات منسوب کر دی اور وہ قتل کر دیا گیا۔ (احکام آمدی)

عہدِ صدیقی میں وضعِ حدیث کا قطعاً وجود نہیں تھا خود خلیفۂ رسول اللہؐ بیانِ حدیث میں غایت احتیاط کی تاکید فرماتے رہے۔ عہدِ فاروقی میں بھی وضعِ حدیث کا وجود نہیں تھا، اگرچہ اس وقت اسلام بہت پھیل چکا تھا، ہر قسم کے لوگ بکثرت مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر سیدنا عمرؓ کے تشدد نے کسی مفسد کو اس کا موقعہ نہیں دیا کہ وہ کوئی غلط بات سرکارِ نبوت کی طرف منسوب کر سکے جب سیدنا عثمانؓ خلیفہ ہوئے وہ بہت نرم دل تھے، ان کی خلافت کے چند سال ہی بعد فتنوں نے سر اُٹھایا، ملحدین عرب اور زنادقۂ عجم نے اسلام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی، اور یمن کے منافق عبداللہ بن سبا نے سب سے پہلے حدیث گڑھی (لسان المیزان) اور یہ سلسلہ کچھ چل نکلا، چنانچہ سیدنا عثمانؓ خود فرماتے ہیں ان امامسا

یتحدثون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عثمان لا ادری ماھی (مسلم) طبقات ابن سعد میں ہے کان عثمان یھاب الحدیث۔ سیدنا علیؓ کی خلافت میں یہ فتنہ بڑھا تو سیدنا علیؓ نے عبداللہ بن سبا اور دوسرے ملحدین کو آگ میں جلادیا۔ (بخاری و میزان الاعتدال)، اور حدیث نبوی بیان کرنے والے صحابہ سے حلف لینے لگے (مسند طیالسی) ساتھ ہی غیر صحابہ راوی حدیث پر یہ پابندی بھی لگادی کہ بلا سند حدیث بیان نہ کریں، یعنی یہ واضح کردیں کہ انھوں نے کن سے حدیث سنی، یہاں تک کہ حضور تک یہ سلسلہ پہونچ جائے۔ (زرقانی علی المواہب)

امیر معاویہؓ کے زمانے میں فتنہ وضع حدیث اور ترقی کرگیا چنانچہ ایک دن انھوں نے اس سلسلے میں خصوصی خطبہ دیا اور فرمایا: اما بعد بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست فی کتاب اللہ ولا یؤثر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واولئک جھالکم فایاکم والا مانی التی تضل اھلھا" (بخاری) اور یہ اعلان کیا علیکم بالاحادیث مما کان فی زمان عمر فانہ کان یخیف الناس فی اللہ (مسلم)

یزیدی عہد میں باوجودیکہ صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی مگر قانونی حیثیت سے الحاد اور بے دینی کو پوری آزادی تھی بنی مروان کے عہد میں فتنۂ وضع حدیث نے اور ترقی کی، اور یہ فتنہ بڑھتا ہی گیا۔ اسی کو دیکھتے ہوئے کہ کہیں اس فتنے

میں احادیثِ نبویہ گم نہ ہوجائیں، مروان کے پوتے مگر خاندان فاروقی کے نواسے خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے تدوینِ حدیث کا فرمان جاری کیا۔ اس طرح حفاظتِ حدیث کا سامان ہوگیا ائمہ حدیث جمع حدیث میں لگ گئے پھر تنقید و تنقیح احادیث اور تفتیش و تنقیر رجال حدیث کا کام وسیع پیمانہ پر شروع ہوگیا۔

ابن جوزی نے وضاعینِ حدیث کی سات قسمیں قرار دی ہیں۔

(۱) کچھ لوگ اپنے مذہب کے انتصار کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے، جیسے خطابیہ، شیعہ، اور سالمیہ فرقوں کے لوگ"

بیان کیا جاتا ہے کہ مہلب بن ابی صفرہ (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے گورنر) نے خوارج کی ضد پر حدیثیں وضع کیں (کامل مبرد ص۶۳۲ و ابن خلکان ص۶۳) ابو العیناء نے شیعوں کے انتصار میں حدیثیں گڑھیں، اور محمد بن الحسین نے سُنیوں کے لئے حدیثیں بنائیں اور محمد بن الحسن السلمی نے صوفیوں کے لئے حدیثیں وضع کیں (لسان) محمد بن القاسم طالقانی نے مرجیہ کے لئے حدیثیں گڑھیں (تدریب)

(۲) بعض خوشامدیوں نے خلفاء اور امراء کی خوشامد میں حدیثیں وضع کیں جیسے تعظیم شام کی حدیثیں (کیونکہ امارت بنی اُمیہ کا مستقر تھا)، بنی عباس کی خلافت کی حدیثیں، اور برامکہ سے متعلق حدیثیں وغیرہ۔ غیاث بن ابراہیم نے مہدی عباسی کے لئے کبوتر سے کھیلنے کی حدیث وضع کی۔ عوانہ بن الحکم نے بنی اُمیہ کے لئے حدیثیں گڑھیں (معجم الادباء ص۹۴ ج۶)

(۳) زنادقہ کی وضع کردہ حدیثیں۔ حماد بن زید کا بیان ہے کہ زنادقہ نے چودہ ہزار حدیثیں گڑھ کر لوگوں میں پھیلائیں (تدریب ص۱۰۳) ابن ابی العوجاء نے چار ہزار حدیثیں وضع کیں۔

(۴) کچھ اساتذہ امتحاناً شاگردوں کے سامنے موضوع حدیثیں سناتے کہ تنبیہ ہوتی ہے یا نہیں؟ پھر بتا بھی دیتے لیکن غلطی سے وہ حدیثیں کبھی ان سے مشہور ہو جاتیں اور کتابوں میں لکھ دی جاتیں، جیسا کہ عبداللہ بن محمد ابن ربیعہ کے ساتھ ہوا، کبھی ایسا بھی ہوا کہ استاد نے ایک حدیث سنانے کے لئے سند بیان کی اور متن بیان کرنے کے قبل کوئی اتفاقی بات کہہ دی اور اسے بھی حدیث سمجھ لیا گیا، چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث ایسی ہے واللہ اعلم۔

(۵) کچھ لوگ اپنے اجتہادی فتووں کی تائید میں نعوذ باللہ حدیث گڑھتے جیسا کہ ابوالخطاب بن دحیہ کے متعلق کہا جاتا ہے۔

(۶) کچھ لوگ اپنے درس کو چمکانے کے لئے غریب اسانید سے حدیثیں وضع کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں۔

(۷) کچھ ناسمجھ لوگ عوام کو اعمال خیر میں راغب کرنے کے لئے حدیث گڑھتے تھے۔ واعظین، قصاص اور سادہ لوح صوفیہ اس میں زیادہ مبتلا ہوئے۔ ابان بن ابی عیاش جیسا متبتل احمد باہلی جیسا زاہد اور سلیمان بن عمر جیسا عابد بھی اس الزام سے بری نہ رہ سکا (میزان ولسان)۔ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم

سے لوگوں نے پوچھا تم عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے سُوَر قرآنی کے فضائل کی مرفوع حدیثیں کہاں سے لاتے ہو جواب دیا کہ میں نے لوگوں کو قرآن کی طرف راغب کرنے کیلئے خود ایسا کیا۔

کتب موضوعات :۔

یعنی بیان وضع کے لئے موضوع اور مشہور علی الالسنہ بے اصل حدیثوں پر مشتمل کتابیں :۔

اس فن میں سب سے پہلی کتاب موضوعات ابن جوزی ہے جس میں بیانِ احادیث موضوعہ کے علاوہ چند قواعد وضوابط بھی مذکور ہیں جن سے موضوع حدیثوں کی شناخت ہو، مگر ابن الجوزی نہایت متشدد تھے۔ غیر موضوع کو بھی انھوں نے موضوع بنا دیا اس لئے تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن الجوزی کا مطالعہ موضوعات ابن جوزی کے ساتھ ضروری ہے۔

ابن جوزی کے بعد بہت سے لوگوں نے موضوعات پر کتابیں لکھیں، ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں :۔

الدر الملتقط فی تبیین الغلط للصغانی، کتاب الاباطیل للجوزجانی، المغنی للموصلی، موضوعات لابن عبدالبر، اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ للسیوطی، کتاب الموضوعات للشیخ محمد طاہر الفتنی، الموضوعات لابن القیسرانی، موضوعات الکبیر لملا علی القاری، الدر المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ للسیوطی، المقاصد الحسنہ فی الاحادیث المشہورۃ علی الالسنۃ للسخاوی

آلفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ للشوکانی، تمییز الطیب من الخبیث مما یدور علی السنة الناس من الحدیث للشیخ ابی الفضل عبد الحق الہندی۔ الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ مولانا عبدالحی اللکھنوی، الکلام المرفوع فیما یتعلق بالاحادیث الموضوع مولانا انوار اللہ الحیدرآبادی۔ وغیرہ۔

مندرجہ بالا فہرست کی بعض کتابوں میں بہت سی ایسی حدیثوں کی بھی تحقیق ہے جن کو لوگوں نے موضوع اور بے اصل بتایا مگر وہ موضوع اور بے اصل نہیں ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمارے محدثینِ کرام پر بے شمار رحمتیں نازل کرے جنھوں نے حق کو باطل سے ممتاز کیا اور ایک ایک موضوع، بے اصل اور غلط و مشتبہ حدیث کا پتہ لگا کر علم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر تکدّر سے پاک و صاف کیا۔ اس طرح دین کی حفاظت کر کے امّتِ مسلمہ پر بڑا احسان فرمایا، جزاہم اللہ تعالیٰ۔

آدابِ طلبِ حدیث

تعلیماتِ اسلامی کی اصل قرآن حکیم ہے ۔ علم الحدیث اس کی تفسیر و تفصیل ہے ۔ علم الفقہ قرآن و حدیث کی عملی تصویر ہے ۔ امام شافعی فرماتے ہیں :-

کل العلوم سوی القرآن مشغلة
الا الحدیث والا الفقه فی الدین

علوم اسلامیہ میں سب سے بڑا درجہ سرچشمۂ علوم قرآن حکیم کا ہے ، پھر حدیث کا ، اس کے بعد فقہ فی الدین کا درجہ ہے۔

وابستگانِ علم حدیث کے چھ درجے ہیں :-

(۱) طالب - یعنی مبتدی جو طلبِ علم حدیث میں مشغول ہو۔

(۲) مسند - جو اپنی سند سے حدیث روایت کرے ، خواہ ماہرِ فن ہو یا نہیں ہو۔

(۳) محدث - وہ ہے جو روایتِ حدیث اور درایتِ حدیث ہردو کا جامع ہو ، کتبِ حدیث کے درس و تدریس اور مطالعہ میں مشغول رہتا ہو ، صحت و سقمِ احادیث سے واقف ہو۔

(۴) حافظ - جس کو کم ازکم ہزار حدیثیں سند او متنا زبانی یاد ہوں۔

اور صحت وسقم احادیث سے باخبر ہو، جیسے متاخرین میں
سے ابن حجر، عینی اور فرخ شاہ مجددی وغیرہ۔

(۵) حجۃ۔ جس کو تین لاکھ حدیثیں کم از کم یاد ہوں، احوال اسانید
سے باخبر ہو جیسے امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد وغیرہ۔

(۶) حاکم۔ وہ ہیں جن کے متعلق آئمہ حدیث کا فیصلہ ہو کہ
وہ تمام حدیثیں جانتے تھے، جیسے یحییٰ بن معین
اور ابن القطان۔

طالب حدیث پر ضروری ہے کہ پہلے نیت میں اخلاص پیدا کرے، اپنے کو اتباع شریعت اور مکارم اخلاق سے آراستہ رکھے، مشائخ اور اساتذہ حدیث سے تحمل اور سماع حدیث میں تساہل سے کام نہ لے۔ حدیث پڑھے تو عملی حدیثوں پر عمل بھی کرے، صلوۃ علی النبی اور ترضی علی الصحابہ سے غافل نہ رہے۔ استاد کی تعظیم وتکریم کرے، ان سے محبت اور رابطہ قائم رکھے کیونکہ یہ بھی حدیث کی عزت ہے، خصوصاً بابرکت دینی علم رابطہ اور نسبت ہی سے حاصل ہوتا ہے، استاد کو عاجز کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ایسا کرنا حرمانِ برکت حدیث کا موجب ہے لیکن حسب ضرورت پوچھنے میں حیا اور تکبر نہ کرے۔ حدیث کا مذاکرہ رکھے۔ مشکلات وغریب حدیث کی تحقیق کرے۔ حدیث کے معنی کو سمجھے، اُس کے رجال پر نظر رکھے۔ غرض پورے طور پر اس علم کی طرف متوجہ رہے۔ مبادیات کے علاوہ طالب کو طلب حدیث میں حدیث سے متعلق تقریباً ۵۰ مزید علوم کی ضرورت پڑتی ہے۔

تحمل حدیث کی سات صورتیں ہیں:۔

(۱) السماع من لفظ الشیخ - یعنی شیخ پڑھے اور طالب یا جماعت طلبہ سنیں۔

(۲) القراءۃ علی الشیخ - یعنی طالب پڑھے اور شیخ سنے، یا طلبہ کی جماعت میں سے کوئی پڑھے اور شیخ و بقیہ طلبہ سنیں۔

(۳) اجازۃ - یعنی شیخ و مسند اپنی سند سے روایت کرنے کی کسی کو اجازت دیں یا اپنی مؤلفات کا مجاز بنائیں۔

(۴) مناولہ - یعنی شیخ اپنی مرویات کسی کو یہ کہتے ہوئے دے کہ یہ میری مرویات ہیں - اعلیٰ قسم کا مناولہ وہ ہے جس میں روایۃ حدیث کی اجازت بھی ہو۔

(۵) مکاتبہ - بذریعۂ تحریر حاضر یا غائب کو شیخ اپنی مرویات لکھکر یا لکھوا کر دے۔ مکاتبہ کی اعلیٰ قسم وہ ہے جس میں اجازت بھی ہو

(۶) اعلام - شیخ کسی کو یہ بتلائے کہ یہ میری روایت ہے۔

(۷) وجادہ - شیخ کی مرویات کو بشکل تحریر پانا اور یہ علم ہو کہ یہ تحریر شیخ ہی کی ہے۔

تحمل و طلبِ حدیث کے اور بھی آداب ہیں، پڑھنے پڑھانے میں بھی خاص خاص مصطلحات ہیں جن کی تفصیل فقیر کے مؤلفہ رسالہ "علم حدیث کے مبادیات" میں دیکھیے۔

کتبِ حدیث پڑھانے کے تین طریقے ہیں:-

(۱) طریقۂ امعان و تعمق :-

جس میں ہر حدیث بلکہ حدیث کے ہر کلمے پر ما لہا و ما علیہا پر پوری بحث کی جاتی ہے۔

(۲) طریقہ بحث و حل :-

جس میں حدیث پر متوسط طریقہ پر گفتگو ہوتی ہے، بقدر ضرورت معنیِ حدیث احوال سند اور مذاہب بتائے جاتے ہیں

(۳) طریقۂ سرد :-

جس میں بلا بحث وحل شیخ کو صرف حدیثیں سنا دی جاتی ہیں۔ پہلا طریقہ تکلف ہی تکلف ہے، مشکوٰۃ اور اس طرح کی مختصر کتابوں کے پڑھانے میں دوسرا طریقہ بحث و حل کا مناسب ہے، صحاح ستہ پڑھاتے ہوئے عموماً محدثین کا طریقہ سرد ہی رہا۔

علومِ حدیث کی اس زمانے میں تین قسمیں ہیں :-

اوّل : حفظ متون احادیث معتمدہ، معرفت غریب و فقہ حدیث۔

دوم : حفظِ اسانیدِ حدیث، معرفۃ رجال، تمییز صحیح و سقیم۔

سوم : جمعِ حدیث، کتابتِ حدیث، تکثیرِ طرقِ حدیث، طلب علو، اور رحلت الی البلدان لطلب الحدیث۔

اِن اقسامِ ثلثہ میں تیسری قسم امر زائد مفروغ عنہ ہے۔ البتہ اس اعتبار سے اس میں فضیلت ہے کہ سلسلۂ اسناد بصورۃ اتصال حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم باقی رہتا ہے دوسری قسم سے بھی اب اعتنا کی ضرورت نہیں رہی جبکہ کتبِ حدیث مدون، مروج اور مشہور ہو چکے، اگرچہ اس میں

بھی بڑی فضیلت ہے۔ البتہ تیسری قسم ہمیشہ قابلِ اعتنا بلکہ
عادمِ حدیث میں بھی اشرف ہے کہ معانی حدیث اور فقہ حدیث
پر عبور حاصل ہو۔ مشہور محدث اعمشؒ کہتے ہیں، ایک حدیث
جو فقہا کے یہاں متداول ہو، اس حدیث سے بہتر ہے، جو
محض شیوخ کے یہاں متداول ہو۔

امام احمدؒ پر کسی نے ملامت کی کہ تم امام شافعیؒ کے یہاں
جاتے ہو، اور سفیان بن عیینہ جیسے محدث کی مجلس میں حاضر
نہیں ہوتے، حالانکہ سندِ حدیث کے اعتبار سے سفیان ابن
عیینہ کا مرتبہ امام شافعیؒ سے زیادہ ہے۔

امام احمدؒ نے جواب دیا "اسکت فان فاتك حديث
بعلو تجده بنزول ولا يضرك وان فاتك عقل هذا الفتى
اخاف ان لا تجده۔" اور ظاہر بھی یہی ہے کہ مقصود علم حدیث
سے عمل اور اتباعِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے، اور یہ
اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ نظرِ صحیح کے ساتھ معانیِ حدیث
اور فقہ حدیث پر عبور حاصل ہو۔ اس کے بعد اگر حفظ و جمع
احادیث کثیرہ اور معرفتِ رجال میں مشغول ہو تو مضائقہ نہیں
بلکہ اس میں مزید فضیلت ہے۔

اللهم ارزقنى حبك وحب سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم وارزقنى اتباعه
يا ارحم الراحمين۔ اللهم انى اسالك صحة
فى ايمان وايمانا فى حسن خلق ونجاحا تتبعه

فلاحا ورحمة منك وعافية ومغفرة منك و
رضوانا اللهم انى اسألك علما نافعا وعملا متقبلا
ورزقا واسعا وشفاء من كل داء اللهم انفعنى
بما علمتنى وعلمنى ماينفعنى وارزقنى علما
تنفعنى به ربنا تقبل منى انك انت السميع
العليم وتب على انك انت التواب الرحيم
وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله
وصحبه وسلم والحمد لله رب العالمين .
آمين !